عقیدہ (۶): مرتکبِ کبیرہ مسلمان ہے[1] اور جنت میں جائے گا، خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرما دے، یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد، یا اپنے کیے کی کچھ سزا پا کر، اُس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔[2]

مسئلہ: جو کسی کافر کے لیے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی[3] کہے، وہ خود کافر ہے۔[4]

عقیدہ (۷): مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا، تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کُفر میں شک کیا جائے، کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔[5]

1...... في "العقائد" لعمر النسفي، ص۲۲۱: (والكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخله في الكفر، والله تعالى لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء من الصغائر والكبائر).

في "شرح العقائد النسفية"، ص۱۱۲: (إنّ مرتكب الكبيرة ليس بكافر والإجماع المنعقد على ذلك على ما مرّ).

''فتاویٰ رضویہ''، ج۲۱،ص۱۳۱ پر ہے: ''اہلسنت کا اجماع ہے کہ مومن کسی کبیرہ کے سبب اسلام سے خارج نہیں ہوتا''۔

("الفتاوی الرضوية"، ج۵، ص۱۰۱).

2...... في "العقائد" لعمر النسفي، ص۲۲۱: (وأهل الكبائر من المؤمنين لا يخلدون في النار).

في "شرح العقائد النسفية"، ص۱۱۷: (وأهل الكبائر من المؤمنين لا يخلدون في النار وإن ماتوا من غير توبة لقوله تعالى: ﴿**فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ**﴾... إلخ. في "عمدة القاري"، ج۱، ص۳۰۵: (مذهب أهل الحق على أنّ من مات موحداً لا يخلد في النار وإن ارتكب من الكبائر غير الشرك ما ارتكب وقد جاءت به الأحاديث الصحيحة منها قوله عليه السلام: ((وإن زنى وإن سرق)). وانظر "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۷۶.

3...... جنّتی۔

4...... ''فتاویٰ رضویہ''، میں ہے: (کافر کے لیے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیبِ قرآن عظیم ہے کمافی ''العالمگیریہ'' وغیرہا)۔

("الفتاوی الرضوية"، ج۲۱، ص۲۲۸).

5...... جو کسی منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے، امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہ ''شفا شریف'' میں فرماتے ہیں: الإجماع على كفر من لم يكفر أحداً من النصارى واليهود وكلّ من فارق دين المسلمين أو وقف في تكفيرهم أو شك، قال القاضي أبو بكر: لأن التوقيف والإجماع اتفقا على كفرهم فمن وقف في ذلك فقد كذب النص والتوقيف أو شك فيه، والتكذيب والشك فيه لا يقع إلا من كافر. یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو یہود ونصاری یا مسلمانوں کے دین سے جدا ہونیوالے کو کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے، امام قاضی ابو بکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ واجماعِ امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص وشریعت کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔ =

خاتمہ پر بِنا روزِ قیامت اور ظاہر پر مدارِ حکمِ شرع ہے، اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مثلاً یہودی یا نصرانی یا بُت پرست مرگیا تو یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر مرا، مگر ہم کو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حکم یہی ہے کہ اُسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی میں اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لیے ہیں، مثلاً میل جول، شادی بیاہ، نمازِ جنازہ، کفن دفن، جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں اور خاتمہ کا حال علمِ الٰہی پر چھوڑیں، جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہوا اور اُس سے کوئی قول وفعل خلافِ ایمان نہ ہو، فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں، اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔

اِس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''میاں...! جتنی دیر اسے کافر کہو گے، اُتنی دیر اللہ اللہ کرو کہ یہ ثواب کی بات ہے۔'' اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کرلو...؟! مقصود یہ ہے کہ اُسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً کافر کہو،

= اسی میں ہے: كفر من لم يكفر من دان بغير ملة الإسلام أو وقف فيهم أو شك أو صحح مذهبهم وإن أظهر الإسلام واعتقد إبطال كل مذهب سواه فهو كافر بإظهار ما أظهر من خلاف ذلك، اهـ ملخصاً.

یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سواسب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا اھ ملخصا۔ "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٤٤٣-٤٤٤.

وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج١١، ص٣٧٨.

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: (اللہ عزوجل نے کافر کو کافر کہنے کا حکم دیا: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ [پ٣٠، الكافرون: ١] (اے نبی فرمادیجئے اے کافرو!) ہاں کافر ذمی کہ سلطنت اِسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتا ہے اسے کافر کہہ کر پکارنا منع ہے اگر اسے ناگوار ہو۔

''درمختار'' میں ہے: (شتم مسلم ذمياً عزر، وفي "القنية": قال ليهودي أو مجوسي: يا كافر يأثم إن شق عليه).

کسی مسلمان نے کسی ذمی کافر کو گالی دی تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی، ''قنیہ'' میں ہے کسی یہودی یا آتش پرست کو ''اے کافر'' کہا تو کہنے والا گنہگار ہوگا اگر اسے ناگوار گزرا، (ت)۔ ("الدر المختار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج٦، ص١٢٣، ملتقطاً).

یوں ہی غیر سلطنت اسلام میں جبکہ کافر کو ''او کافر'' کہہ کر پکارنے میں مقدمہ چلتا ہو۔

فإنه لا يحل لمسلم أن يذل نفسه إلا بضرورة شرعية.

تو کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے مگر جبکہ کوئی شرعی مجبوری ہو۔ (ت)۔

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کافر کو کافر نہ جانے یہ خود کفر ہے۔ =

نہ یہ کہ اپنی صُلحِ کل سے (1) اس کے کُفر پر پردہ ڈالو۔

تنبیہ ضروری: حدیث میں ہے:

((سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي ثَلٰثًا وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً.))

''یہ امت تہتّر فرقے ہوجائے گی، ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی۔''

صحابہ نے عرض کی:

''مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟''

= من شك في عذابه و كفره فقد كفر. جس نے ان کے عذاب اور کفر میں شک کیا تو وہ بلاشبہ کافر ہوگیا۔(ت)

("الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦-٣٥٧).

اسی طرح جب کسی کافر کی نسبت پوچھا جائے کہ وہ کیسا ہے اس وقت اس کا حکم واقعی بتانا واجب ہے، حدیث میں ہے:

((أترعون من ذكر الفاجر متى يعرفه الناس اذكروا الفاجر بما فيه يحذره الناس)).

کیا تم بدکار کا ذکر کرنے سے گھبراتے اور خوف رکھتے ہو تو پھر لوگ اسے کب پہچانیں گے لہذا بدکار کا ان برائیوں سے ذکر کرو جو اس میں موجود ہیں تاکہ لوگ اس سے بچیں اور ہوشیار رہیں۔(ت) "نوادر الأصول" للترمذي، الأصل السادس والستون والمائة، ص٢١٣.

یہ کافر کہنا بطور دُشنام نہیں ہوتا بلکہ حکم شرعی کا بیان، شرع مطہر میں کافر ہر غیر مسلم کا نام ہے۔

قال الله تعالى: ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾. [پ٢٨، التغابن: ٢].

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر کچھ تمھارے اندر کافر ہیں اور کچھ تمھارے اندر مومن ہیں (ت)۔

سوال حکم کے وقت حکم کو چھپانا اگر یوں ہے کہ اسے یقیناً کافر جانتا ہے اور اسے کافر کہنا معیوب نہیں جانتا مگر اپنی مصلحت کے سبب بچتا ہے تو صرف گنہگار ہے جبکہ وہ مصلحت صحیحہ تاحد ضرورت شرعیہ نہ ہو، اور اگر واقعی کافر کو کافر کہنا معیوب وخلاف تہذیب جانتا ہے تو قرآن عظیم کو عیب لگاتا ہے اور قرآن عظیم کو عیب لگانا کفر ہے اور اسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اس نے کفر کو کفر نہ جانا تو ضرور کفر کو اسلام جانا لعدم الواسطۃ کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان کوئی واسطہ نہیں) تو اسلام کو کفر جانا۔

لأنّ ماكان كفراً فضده الإسلام فإذا جعله إسلاماً فقد جعل ضده كفراً؛ لأن الإسلام لا يضاده إلا الكفر والعياذ بالله تعالى.

اس لئے کہ جو کچھ کفر ہو تو اس کی ضد اسلام ہے۔ پھر جب کفر کو اسلام ٹھرایا تو پھر اس کی ضد کفر ہوگی (یعنی اسلام کفر اور کفر اسلام ہوجائے گا) کیونکہ اسلام کے مخالف صرف کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ (ت)۔ ("الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٢٨٥-٢٨٦).

1 .....کل مذاہب کا ایک مآل سمجھ کر مختلف مذاہب کے لوگوں سے خصومت نہ کرنا اور دوست ودشمن سے یکساں برتاؤ رکھنا۔ (''فرہنگ آصفیہ''، ج٢، ص٢٢٤)۔

''وہ ناجی[1] فرقہ کون ہے یارسول اللہ؟''

فرمایا:

((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ.))[2]

''وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں''، یعنی سنّت کے پیرو۔

دوسری روایت میں ہے، فرمایا:

((هُمُ الْجَمَاعَةُ.))[3]

''وہ جماعت ہے۔''

یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے جسے سوادِ اعظم فرمایا اور فرمایا: جو اس سے الگ ہوا، جہنم میں الگ ہوا۔[4] اسی وجہ سے اس ''ناجی فرقہ'' کا نام ''اہلِ سنت و جماعت'' ہوا۔[5] اُن گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہو گئے، بعض ہندوستان میں نہیں،

---

1 ...... جہنم سے نجات پانے والا۔

2 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، الحديث: ٢٦٥٠، ج٤، ص٢٩٢.

و"سنن ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب افتراق الأمم، الحديث: ٣٩٩٣، ج٤، ص٣٥٣.

3 ...... "السنة" لابن أبي عاصم، باب فيما أخبر به النبي عليه السلام أن أمته ستفترق على... إلخ، الحديث: ٦٣، ص٢٢.

4 ...... عن ابن عمر: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الله لا يجمع أمتي)) أو قال: ((أمة محمد صلى الله عليه وسلم على ضلالة، ويد الله على الجماعة، ومن شذ شذ إلى النار)).

"سنن الترمذي "، كتاب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، الحديث: ٢١٧٣، ج٤، ص٦٨.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((اتبعوا السواد الأعظم، فإنّه من شذ شذ في النار)).

"مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، الحديث: ١٧٤، ج١، ص٥٥.

وفي "المرقاة"، ج١، ص٤٢١، تحت الحديث: ١٧٣ : ("ومن شذ": أي: انفرد عن الجماعة باعتقاد أو قول أو فعل لم يكونوا عليه شذ في النار، أي: انفرد فيها، ومعناه انفرد عن أصحابه الذين هم أهل الجنة وألقي في النار).

5 ...... في "المشكاة"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، الحديث: ١٧١، ج١، ص٥٤: ((وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلّهم في النار إلاّ ملة واحدة)) قالوا: من هي؟ يا رسول الله، قال: ((ما أنا عليه وأصحابي)). =

ان فرقوں کے ذکر کی ہمیں کیا حاجت؟!، کہ نہ وہ ہیں، نہ اُن کا فتنہ، پھر ان کے تذکرہ سے کیا مطلب جو اِس ہندوستان میں ہیں؟! مختصراً ان کے عقائد کا ذکر کیا جاتا ہے، کہ ہمارے عوام بھائی ان کے فریب میں نہ آئیں، کہ حدیث میں اِرشاد فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ.))(1)

''اپنے کواُن سے دُور رکھو اور اُنھیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔''

= وفي "المرقاة" ج١، ص٤١٩، تحت هذا الحديث: (هنا المراد هم المهتدون المتمسكون بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي، فلا شك ولا ريب أنّهم هم أهل السنة والجماعة)، ملتقطاً.

"التوضيح"، ج٢، ص٥٢٨: (والمراد بالأمة المطلقة أهل السنة والجماعة وهم الذين طريقتهم طريقة الرسول والصحابة دون أهل البدع... إلخ.

في "حاشية الطحطاوي"، ج٣، ص١٥٣: (وقال تعالى: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا﴾ قال بعض المفسرين المراد من ﴿حَبْلِ اللّٰهِ﴾: الجماعة؛ لأنه عقبه بقوله: ﴿وَلَا تَفَرَّقُوْا﴾، والمراد من الجماعة عند أهل العلم أهل الفقه والعلم ومن فارقهم قدر شبر وقع في الضلالة وخرج عن نصرة الله تعالى ودخل في النار؛ لأنّ أهل الفقه والعلم هم المهتدون المتمسكون بسنة محمّد عليه الصلاة والسلام وسنة الخلفاء الراشدين بعده ومن شذ عن جمهور أهل الفقه والعلم والسواد الأعظم فقد شذ فيما يدخله في النار فعليكم معشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة بـ "أهل السنة والجماعة"؛ فإنّ نصرة الله وحفظه وتوفيقه في موافقتهم، وخذلانه وسخطه و مقته في مخالفتهم، وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في مذاهب أربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله ومن كان خارجاً عن هذه الأربعة في هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار).

("حاشية الطحطاوي على الدر"، كتاب الذبائح، ج٤، ص١٥٢-١٥٣).

(1)...... "صحيح مسلم"، مقدمة الكتاب للإمام مسلم، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء... إلخ، الحديث: ٧، ص٩.

(۱) قادیانی: کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں، اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بیباکی کے ساتھ گستاخیاں کیں، خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیّبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شانِ جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کیے، جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل ہِل جاتے ہیں، مگر ضرورتِ زمانہ مجبور کر رہی ہے کہ لوگوں کے سامنے اُن میں کے چند بطورِ نمونہ ذکر کیے جائیں، خود مدّعیٔ نبوت بننا کافر ہونے اور ابدالآباد جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا، کہ قرآنِ مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے، مگر اُس نے اتنی ہی بات پر اکتفانہ کیا بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تکذیب و توہین کا وبال بھی اپنے سر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے، کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے، اگرچہ باقی انبیا و دیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو، بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے [1]، چنانچہ آیۂ:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ صلے ۝﴾ [2]

وغیرہ اس کی شاہد ہیں اور اُس نے تو صدہا کی تکذیب کی اور اپنے کو نبی سے بہتر بتایا۔ ایسے شخص اور اس کے متّبعین کے کافر ہونے میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا، بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر۔ [3]

---

1 ...... في "تفسير النسفي"، پ١٩، الشعرآء، ص٨٢٥، تحت الآية: (﴿ **كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ الْمُرْسَلِيْنَ** ﴾...... كانوا ينكرون بعث الرسل أصلاً، فلذا جمع أو لأنّ من كذب واحداً منهم فقد كذب الكل؛ لأنّ كل رسول يدعو الناس إلى الإيمان بجميع الرسل).

وفي "تفسير البيضاوي"، ج٢، ص٢٧٣-٢٧٤، تحت الآية: (﴿ **إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيدُوْنَ أَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ** ﴾ بأن يؤمنوا بالله ويكفروا برسله ﴿ **وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ** ﴾ نؤمن ببعض الأنبياء ونكفر ببعضهم ﴿ **وَيُرِيدُوْنَ أَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا** ﴾ طريقاً وسطاً بين الإيمان والكفر لا واسطة، إذ الحق لا يختلف فإنّ الإيمان بالله سبحانه وتعالى لا يتم إلا بالإيمان برسله وتصديقهم فيما بلغوا عنه تفصيلاً أو إجمالاً، فالكافر ببعض ذلك كالكافر بالكل في الضلال كما قال الله تعالى: ﴿ **فَمَاذَا بَعْدَ الحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ** ﴾. و"الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٦٢٦.

2 ...... پ١٩، الشعرآء: ١٠٥.

3 ...... في "الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦-٣٥٧: (ومن شك في عذابه وكفره كفر).

وانظر للتفصيل رسائل إمام أهل السنة رحمه الله تعالى: "**السوء والعقاب على المسيح الكذّاب**"، ج١٥، ص٥٧١.

و"**قهر الديان على مرتد بقاديان**"، ج١٥، ص٥٩٥، و"**الجراز الدياني على المرتد القادياني**"، ج١٥.

اب اُس کے اقوال سُنیے [1]:

''اِزالہ اَوہام''صفحہ ۵۳۳: (خدا تعالیٰ نے ''براہین احمدیہ''میں اس عاجز کا نام اُمّتی بھی رکھا اور نبی بھی)۔ [2]

''انجام آتھم''صفحہ ۵۲ میں ہے: (اے احمد! تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو)۔ [3]

صفحہ ۵۵ میں ہے: (تجھے خوشخبری ہو اے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے)۔ [4]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو آیتیں تھیں اُنہیں اپنے اوپر جما لیا۔

''انجام''صفحہ ۷۸ میں کہتا ہے:

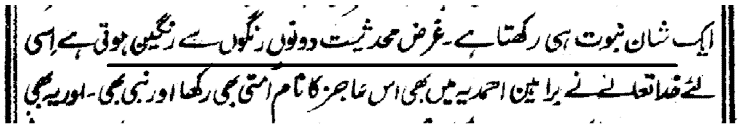
﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَo﴾ [5]

''تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے روانہ کیا۔'' [6]

---

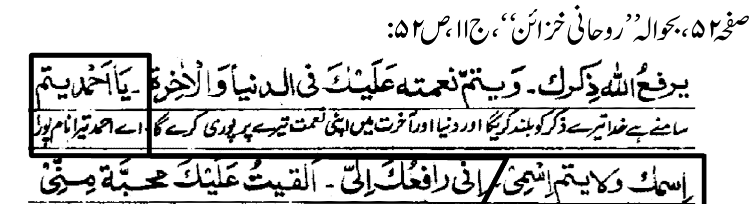
1 ...... **نوٹ:** قادیانی شیطان کی تقریباً اَسّی ۸۰ سے زائد کتابیں ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: ''انجام آتھم''، ''ضمیمہ انجام آتھم''، ''کشتیٔ نوح''، ''اِزالہ اَوہام''، ''دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء''، ''اربعین'' اور ''براہین احمدیہ'' وغیرہا، ''روحانی خزائن'' نامی کتاب میں ان کتابوں کو تیئیس ۲۳ حصوں میں جمع کیا گیا ہے۔ نیز اس شیطان کے کئی اشتہارات ہیں جو تین ۳ حصوں میں جمع کئے گئے ہیں، اور مغلظات بھی ہیں، جنہیں دس ۱۰ حصوں میں ''ملفوظات'' کے نام سے جمع کیا گیا ہے۔

2 ...... ''اِزالہ اَوہام''صفحہ ۵۳۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۳۸۶.



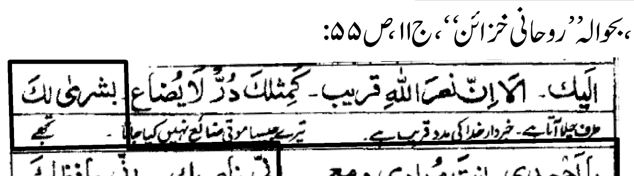
ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی
لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ اور یہ بھی

3 ...... ''انجام آتھم''صفحہ ۵۲، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۵۲:



یرفعُ اللہُ ذِکرکَ۔ وَیتمّ نعمتہ عَلَیْکَ فی الدنیا وَالاٰخرۃ۔ یَا اَحْمَد یتم
سامنے ہے خدا تیرے ذکر کو بلند کریگا اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔ اے احمد تیرا نام پورا
اِسمکَ وَلا یتمّ اِسْمِی۔ اِنی رافعُکَ اِلیّ۔ اَلقیتُ عَلَیْکَ مَحبّۃً مِنّی
ہوجائیگا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو میں تجھے اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں۔ میں نے اپنی محبت کو تجھ پر ڈال دیا۔

4 ...... ''انجام آتھم''صفحہ ۵۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۵۵:



الَیک۔ الا اِنّ نصرَ اللہِ قریب۔ کَمِثلکَ دُرٌّ لَا یُضاع۔ بشریٰ لکَ
طرف چلا آتا ہے۔ خبردار خدا کی مدد قریب ہے۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔ تجھے
یا اَحْمَدی۔ انتَ مُرادی ومعی۔ اِنّی ناصِرک۔ اِنّی حافظک
خوشخبری ہو اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں تیرا مددگار ہوں۔ میں تیرا حافظ ہوں

5 ...... پ ۱۷، الانبیآء: ۱۰۷.

6 ...... ''انجام آتھم''صفحہ ۷۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۷۸۔

نیز یہ آیۂ کریمہ ﴿وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ﴾[1] سے اپنی ذات مراد لیتا ہے۔[2]

''دافع البلاء'' صفحہ ۶ میں ہے: مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ أَوْلَادِيْ أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْکَ).

(یعنی اے غلام احمد! تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں)۔[3]

''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۶۸۸ میں ہے:

(حضرت رسُولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِلہام ووحی غلط نکلی تھیں)۔[4]

صفحہ ۸ میں ہے:

(حضرت مُوسیٰ کی پیش گوئیاں بھی اُس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں، جس صورت پر حضرت مُوسیٰ نے اپنے دل میں

---

1 ...... پ۲۸، الصف: ٦.

2 ...... "روحاني خزائن"، ج۱۱، ص۷۸. و"توضیح المرام"، ص۱٦۳، مطبوعه ریاض الهند امرتسر.

3 ...... ''دافع البلاء'' صفحہ ۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۲۷۔

۔ انت منّی بمنزلۃ اولادی ۔ انت منّی وانا منک ۔
۔ تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد ۔ تُو مجھ میں سے ہے اور مَیں تجھ میں سے ہوں ۔

4 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۶۸۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۴۷۱:

ص ۶۸۸
جو عملی طور پر سکھلائے نہیں جاتے اور نہ اُن کی جزئیات مخفیہ سمجھائی جاتی ہیں ۔ انبیاء سے
بھی اجتہاد کے وقت امکانِ سہو وخطا ہے ۔ مثلاً اس خواب کی بناء پر جس کا قرآن کریم
میں ذکر ہے جو بعض مومنوں کے لئے موجب ابتلاء کا ہوئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا اور کئی دن تک منزل بدر منزل طے کر کے اس
بلدہ مبارکہ تک پہنچے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اُس وقت اس رؤیا
کی تعبیر ظہور میں نہ آئی ۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی امید
پر یہ سفر کیا تھا کہ اب کے سفر میں ہی طواف میسّر آجائے گا اور بلاشبہ رسول اللہ صلعم کی
خواب وحی میں داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنے سمجھنے میں جو غلطی ہوئی اس پر متنبّہ
نہیں کیا گیا تھا تبھی تو خدا جانے کئی روز تک مصائب سفر اُٹھا کر مکہ معظمہ میں پہنچے ۔

اُمید باندھی تھی، غایت مافی الباب [1] یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں)۔ [2]

''اِزالہ اَوہام'' صفحہ ۷۵۰ میں ہے:

(سورۂ بقر میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہوگیا تھا اور اپنے قاتل کا پتا دے دیا تھا، یہ محض موسیٰ علیہ السلام کی دھمکی تھی اور علمِ مِسمر یزم [3] تھا)۔ [4]

اُسی کے صفحہ ۷۵۳ میں لکھتا ہے:

(حضرت اِبراہیم علیہ السلام کا چار پرندے کے معجزے کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے، وہ بھی اُن کا مِسمر یزم کا عمل تھا)۔ [5]

---

❶...... اس بارے میں نتیجہ اور انتہاء۔

❷...... ''اِزالہ اَوہام'' صفحہ ۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۱۰۶:

کشفیہ میں اجتہادی غلطی انبیاء سے بھی ہوجاتی ہے حضرت موسٰی کی بعض پیشگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسٰی نے اپنے دل میں اُمید باندھ لی تھی۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اَوروں سے زیادہ غلط نکلیں مگر یہ غلطی نفس الہام

❸...... مِسمر یزم: ڈاکٹر مسمر باشندہ آسٹریا کا ایجاد کیا ہوا ایک علم جس میں تصور یا خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر پوشیدہ اور آئندہ کے حالات پوچھے جاتے ہیں. ''فیروز اللغات''، ص ۱۲۴۷ .

❹...... ''اِزالہ اَوہام'' صفحہ ۷۵۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۵۰۴:

اب اس قصے سے واقعی طور پر لاش کا زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک دھمکی تھی کہ تا چور بیدل ہوکر اپنے تئیں ظاہر کرے۔ لیکن ایسی تاویل سے عالم الغیب کا عجز ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تاویلیں وہی لوگ کرتے ہیں کہ جن کو عالم ملکوت کے اسرار سے حصّہ نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق علم عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات

❺...... ''اِزالہ اَوہام'' صفحہ ۷۵۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۵۰۶:

کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ اُن کو اجزا متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑیوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر وہ بلانے سے آگئے تھے یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عمل الترب کے تجارب بتلا رہے ہیں کہ انسان میں جمیع کائنات الارض کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے ایک قوت مقناطیسی ہے اور ممکن ہے کہ انسان کی قوتِ مقناطیسی اس حد تک ترقی کرے کہ کسی پرند یا چرند کو صرف توجہ سے اپنی طرف کھینچ لے۔ فتدبرو لا تغفل۔

صفحہ ۶۲۹ میں ہے:

(ایک باشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اُس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے، اور بادشاہ کو شکست ہوئی، بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا)۔[1]

اُسی کے صفحہ ۲۶، ۲۸ میں لکھتا ہے:

(قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآنِ عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے)۔[2]

اور اپنی ''براہینِ احمدیہ'' کی نسبت ''اِزالہ'' صفحہ ۵۳۳ میں لکھتا ہے:

(براہینِ احمدیہ خدا کا کلام ہے)۔[3]

---

1 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ۶۲۹، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۴۳۹:

خط دوم قرنتھیاں باب ۱۲ آیت ۱۴۔ اور مجموعہ توریت میں سے سلاطین اول باب بائیس آیت انیس میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری

2 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ۲۶۔۲۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۱۱۵۔۱۱۶:

تہذیب کے برخلاف ہے لیکن خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابولہب اور بعض کا نام کلب اور خنزیر کہا اور ابوجہل تو خود مشہور ہے ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فلا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم ...

قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اُس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین خالدین فیھا۔ الجزو ۲ سورۃ بقرہ۔ اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون

3 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۵۳۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۳۸۶:

ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی اور یہ بھی

''اَربعین''، نمبر۲ صفحہ۱۳ پر لکھا:

(کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ)۔[1] اِن اُولوالعزم مرسَلین کا ہادی ہونا درکنار، پورے راہ یافتہ بھی نہ مانا۔

اب خاص حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں جو گستاخیاں کیں، اُن میں سے چند یہ ہیں۔

''معیار''صفحہ۱۳:

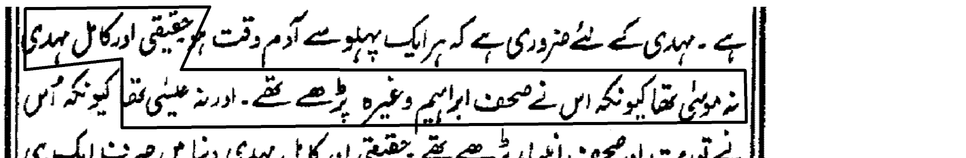
(اے عیسائی مِشنر یو!اب ربّنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے، جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے)۔[2]

صفحہ۱۳ و۱۴ میں ہے:

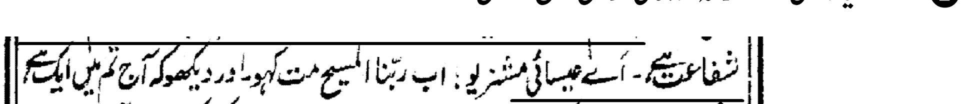
(خدانے اِس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا، تا یہ اِشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے، جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے)۔[3]

---

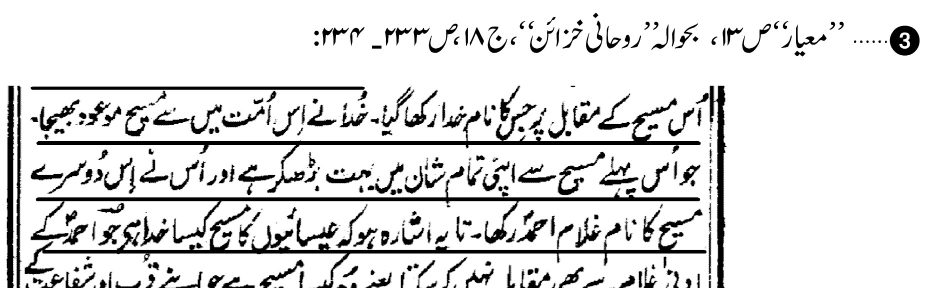
1 ...... ''اَربعین''، نمبر۲ ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۷، ص۳۶۰:


ہے۔ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک پہلو سے آدم وقت ہو حقیقی اور کامل مہدی نہ موسیٰ تھا کیونکہ اس نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ عیسیٰ تھا کیونکہ اُس نے توریت اور صحف انبیاء پڑھے تھے۔ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی

2 ...... ''معیار''ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۸، ص۲۳۳:


شفاعت ہے۔ اَے عیسائی مشنریو! اب ربّنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اُس مسیح سے بڑھکر ہے۔ اور اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے

3 ...... ''معیار''ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۸، ص۲۳۳۔۲۳۴:


اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اِس اُمّت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اُس نے اِس دُوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قُرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے۔ اے عزیزو! یہ بات غصّہ کرنے کی نہیں۔ اگر

صہ ۱۴

''کشتی''، صفحہ ۱۳ میں ہے:

(مثیلِ موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیلِ ابنِ مریم، ابنِ مریم سے بڑھ کر)۔[1]

نیز صفحہ ۱۶ میں ہے:

(خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیحِ محمدی، مسیحِ مُوسوِی سے افضل ہے)۔[2]

''دافع البلاء'' صفحہ ۲۰:

(اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو! میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اُس سے بھی بہتر ہے، جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام ؎

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو

اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں)۔[3]

---

1 ...... ''کشتیٔ نوح''، ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۴:

وہ متاع پائے جسکو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں
ہزار ہا درجہ بڑھکر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر۔ اور مثیلِ ابن مریم ابن مریم سے بڑھکر۔ اور وہ مسیح موعود

2 ...... ''کشتیٔ نوح''، ص ۱۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۷:

جبتک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے
مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت

3 ...... ''دافع البلاء''، صفحہ ۲۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۴۰۔۲۴۱:

کے رُو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اُس
سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمدؐ ہے یعنے احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جام احمدؐ ہے — کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقام احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا — میرا بُستاں کلام احمدؐ ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رُو سے خدا کی تائید مسیح ابنِ مریم سے
بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی

''دافع البلاء''ص۱۵:

(خداتو، بہ پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے،لیکن ایسے شخص کو دوبارہ کسی طرح دنیا میں نہیں لاسکتا،جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے)۔[1]

''انجام آتھم''ص۴۱ میں لکھتا ہے:

(مریم کا بیٹا کُشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا)۔[2]

''کشتی''ص۵۶ میں ہے:

(مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اگر مسیح ابنِ مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز دِکھلا نہ سکتا)۔[3]

''اعجاز احمدی''ص۱۳:

(یہود تو حضرت عیسٰی کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ''ضرور عیسٰی نبی ہے، کیونکہ قرآن نے اُس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اُن کی نبوت

---

1 ...... ''دافع البلاء''صفحہ۱۵،بحوالہ''روحانی خزائن''،ج۱۸،ص۲۳۵:

گیا کس قدر ظلم ہے۔ خُدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دُنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دُنیا کو تباہ کر دیا ہے۔

2 ...... ''اَنجام آتھم''،صفحہ۱۵،بحوالہ''روحانی خزائن''،ج۱۱،ص۴۱:

ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسٰی پرستی بت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں۔ اور مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ مگر کیا کبھی آپ لوگوں نے توجہ کی۔ یوں

3 ...... ''کشتیٔ نوح''ص۵۶، بحوالہ''روحانی خزائن''،ج۱۹،ص۶۰:

ایلیا نبی۔ اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وُہ کام جو میں کر سکتا ہوں وُہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وُہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وُہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔* اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔ جبکہ میں ایسا ہوں تو اَب

پر قائم نہیں ہوسکتی، بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں)۔[1]

اس کلام میں یہودیوں کے اعتراض، صحیح ہونا بتایا اور قرآن عظیم پر بھی ساتھ لگے یہ اعتراض جمادیا کہ قرآن ایسی بات کی تعلیم دے رہا ہے جس کے بُطلان پر دلیلیں قائم ہیں۔

ص ۱۴ میں ہے:

(عیسائی تو اُن کی خدائی کو روتے ہیں، مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں)۔[2]

اُسی کتاب کے ص ۲۴ پر لکھا:

(کبھی آپ کو شیطانی اِلہام بھی ہوتے تھے)۔[3]

مسلمانو! تمھیں معلوم ہے کہ شیطانی الہام کس کو ہوتا ہے؟ قرآن فرماتا ہے:

﴿ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴾[4]

''بڑے بہتان والے سخت گنہگار پر شیطان اُترتے ہیں۔''

---

1 ...... ''اِعجازِ احمدی'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۰:

مگر یہ لوگ صرف من گھڑت باتیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور اُنکی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی انکا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اسکے کہ یہ کہدیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اسکو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل انکی نبوّت پر قائم نہیں ہوسکتی بلکہ ابطال نبوّت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ

2 ...... ''اِعجازِ احمدی'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

انکی نبوّت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو انکی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوّت بھی اُن کی ثابت نہیں ہوسکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

3 ...... ''اِعجازِ احمدی'' ص ۲۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۳۳:

آپ نے رجوع کرلیا کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ اور مَیں نے شیطانی وسوسہ محض انجیل کی تحریر سے کہا ہے کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپکو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے

4 ...... پ ۱۹، الشعرآء: ۲۲۲.

اُسی صفحہ میں لکھا: (اُن کی اکثر پیش گوئیاں غلطی سے پُر ہیں)۔[1]

صفحہ ۱۳ میں ہے:

(افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اُن کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں، جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کرسکتے)۔[2]

صفحہ ۱۴: (ہائے! کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں)۔[3]

اس سے ان کی نبوت کا انکار ہے، چنانچہ اپنی کتاب ''کشتی نوح'' ص ۵ میں لکھتا ہے:

(ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں)۔[4]

اور ''دافع الوساوس'' ص ۳ و ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۲۷ پر اِس کو سب رُسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی اور ذلت کہتا ہے۔[5]

''دافع البلاء'' ٹائٹل پیج صفحہ ۳ پر لکھتا ہے:

---

1 ...... ''اِعجاز احمدی'' ص ۲۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۳۳:

جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو۔ مثلاً حضرت مسیح جو خدا بنائے گئے اُن کی
اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔ مثلاً یہ دعویٰ کہ مجھے داؤد کا تخت ملیگا بجز اسکے ایسے دعویٰ

2 ...... ''اِعجاز احمدی'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ
ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کرسکتے۔ صرف

3 ...... ''اِعجاز احمدی'' ص ۱۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہوسکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرسکے

4 ...... ''کشتی نوح'' ص ۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۵:

کے وقت طاعون پڑیگی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ
نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الٰہی وعدہ کے مقابل اس لئے

5 ...... ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۲۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۳۱۱۔

(ہم مسیح کو بیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا واللہ تعالیٰ اعلم، مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا، حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا، مگر بُروز کے طور پر خاکسار غلام احمد از قادیان)۔[1]

آگے چل کر راست بازی کا بھی فیصلہ کر دیا، کہتا ہے:

(یہ ہمارا بیان نیک ظنّی کے طور پر ہے، ورنہ ممکن ہے کہ عیسیٰ کے وقت میں بعض راست باز اپنی راست بازی میں عیسیٰ سے بھی اعلیٰ ہوں)۔[2]

اسی کے صفحہ ۴ میں لکھا:

(مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ کو اُس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ (یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چُھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ

---

1 ...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص ۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۱۹۔۲۲۰:

آگئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچّا منجی کون ہے۔ ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر* لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وُہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اُسپر تُہمت ہے کہ وُہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وُہ ہے جو زمینِ حجاز میں پیدا ہُوا تھا اور تمام دُنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

2 ...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص ۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۱۹:

* یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا بیان محض نیک ظنّی کے طور پر ہے۔ ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صٰ۳

سے خدا نے قرآن میں یحیٰی کا نام ''حصور'' رکھا، مگر مسیح کا نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصّے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے)۔[1]

''ضمیمۂ انجام آتھم''، ص ۷ میں لکھا:

(آپ کا کنجریوں سے مَیلان اور صحبت بھی شاید اِسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اُس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر مَلے اور اپنے بالوں کو اُس کے پیروں پر مَلے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے)۔[2]

نیز اس رسالہ میں اُس مقدّس و برگزیدہ رسول پر اور نہایت سخت سخت حملے کیے، مثلاً شریر، مکار، بد عقل، فحش گو، بدزبان، جھوٹا، چور، خللِ دماغ والا، بدقسمت، نِرا فریبی، پیرو شیطان[3]، حد یہ کہ صفحہ ۷ پر لکھا: (آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا)۔[4]

---

❶...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص ۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۲۰:

مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دُوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحیٰی نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سُنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھُوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ اِسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیٰی کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اِس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحیٰی کے ہاتھ پر جس کو

❷...... ''ضمیمۂ انجام آتھم''، ص ۲۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

❸...... ''ضمیمۂ انجام آتھم''، ص ۶۔۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱۔۲۹۲:

❹...... ''ضمیمۂ انجام آتھم''، ص ۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط

ہر شخص جانتا ہے کہ دادی باپ کی ماں کو کہتے ہیں تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باپ کا ہونا بیان کیا، جو قرآن کے خلاف ہے اور دوسری جگہ یعنی ''کشتی نوح''، صفحہ ۱۶ میں تصریح کر دی:

(یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے)۔[1]

حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزات سے ایک دم صاف انکار کر بیٹھا۔

''انجامِ آتھم''، صفحہ ۶ میں لکھتا ہے: (حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا)۔[2]

صفحہ ۷ پر لکھا: (اُس زمانہ میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی تو وہ آپ کا نہیں، اُس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے کچھ نہ تھا)۔[3]

---

1 ...... ''کشتی نوح''، ص ۱۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۸:

حاشیہ: ۔ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائلز مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔

2 ...... ''انجام آتھم''، ص ۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۰:

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور اُن کو حرام کار اور حرام

3 ...... ''انجام آتھم''، ص ۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

''اِزالہ'' کے صفحہ ۴ میں ہے:

(ماسِوائے اِس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کواُن حواشی سے الگ کرکے دیکھا جائے جومحض افتراء یا غلط فہمی سے گڑھے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا، بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق[1] پر ایسے شبہات ہوں، کیا تالاب کا قصّہ مسیحی معجزات کی رونق نہیں دُور کرتا)۔[2]

کہیں اُن کے معجزہ کو **کَل**[3] کا کھلونا بتاتا ہے[4]، کہیں مسمریزم بتا کر کہتا ہے:

(اگر یہ عاجز اِس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو اِن اعجوبہ نمائیوں میں ابنِ مریم سے کم نہ رہتا)۔[5]

اور مسمریزم کا خاصہ یہ بتایا:

(کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے، وہ رُوحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکمّا

---

1 ...... نبی کے معجزات۔

2 ......''اِزالہ اَوھام''، ص۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۱۰۵۔۱۰۶:

ظہور ہوگا ماسوا اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کرکے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراضات اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیشخبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دُور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال

3 ...... چابی۔

4 ......''اِزالہ اَوھام''، ص۳۰۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۲۵۴:

حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کَل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو

5 ......''اِزالہ اَوھام''، ص۳۱۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۲۵۸:

عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ روحانی طریق

ہوجاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اِس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت وتوحیداور دینی استقامتوں کے دِلوں میں قائم کرنے میں اُن کا نمبرایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے)۔ (1)

غرض اِس دجّال قادیانی کے مُزخرفات (2) کہاں تک گنائے جائیں، اِس کے لیے دفتر چاہیے، مسلمان اِن چند خرافات سے اُس کے حالات بخوبی سمجھ سکتے ہیں، کہ اُس نبی اُولوالعزم کے فضائل جوقرآن میں مذکور ہیں، اُن پر یہ کیسے گندے حملے کررہا ہے...!تعجب ہے اُن سادہ لوحوں پر کہ ایسے دجّال کے متبع ہورہے ہیں، یا کم ازکم مسلمان جانتے ہیں...!اورسب سے زیادہ تعجب اُن پڑھے لکھے کٹ بگڑوں سے ہے کہ جان بوجھ کراس کے ساتھ جہنم کے گڑھوں میں گررہے ہیں...! کیا ایسے شخص کے کافر، مرتد، بے دین ہونے میں کسی مسلمان کوشک ہوسکتا ہے۔ حاشَ للہ!

''مَنْ شَکَّ فِيْ عَذَابِه وَکُفْرِه فَقَدْ کَفَرَ.'' (3)

''جواِن خباثتوں پرمطلع ہوکراُس کے عذاب وکفرمیں شک کرے، خودکافرہے۔''

---

1 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ص۳۱۰۔۳۱۱، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳،ص۲۵۸:

مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی اُن روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امور کی طرف توجہ نہیں

2 ...... جھوٹی اور بیہودہ باتیں۔

3 ...... "الدر المختار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦-٣٥٧.

و"الفتاوی الرضوية"، ج٢١، ص٢٧٩.

(۲) رافضی: اِن کے مذہب کی کچھ تفصیل اگر کوئی دیکھنا چاہے تو ''تحفۂ اِثنا عشریہ''[1] دیکھے، چند مختصر باتیں یہاں گزارش کرتا ہوں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں یہ فرقہ نہایت گستاخ ہے، یہاں تک کہ اُن پر سبّ وشتم[2] ان کا عام شیوہ ہے[3]،

---

1 ...... اس کتاب کے مصنّف حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، اور یہ کتاب اپنے موضوع میں لاجواب وبے نظیر ہے۔

2 ...... لعن طعن۔

3 ...... شیعوں کا عالم ملاباقر مجلسی اپنی کتاب ''حق الیقین'' میں لکھتا ہے: (واز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقولستکہ جہنم را ہفت در است، ازیک درفرعون وہامان وقارون کہ کنایہ از ابوبکر وعمر وعثمان است داخل مے شوند، وازیک دردیگر بنوامیہ داخل شوند کہ مخصوص ایشا نست)۔

یعنی: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون ہامان اور قارون ہیں یہ ابوبکر عمر اور عثمان سے کنایہ ہے، اور دوسرے دروازے سے بنوامیہ داخل ہوں گے جو ان کے ساتھ مخصوص ہے۔

ایک جگہ لکھا: (واعتقاد ما در برائت آنستکہ بیزاری جویند از بت ہائے چہار گانہ یعنی ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ، وزنان چہار گانہ یعنی عائشہ وحفصہ وہند وام الحکم، وازجمیع اشیاع واتباع ایشان وآنکہ ایشان...... بدترین خلق خدا یند وآنکہ تمام نمیشود اقرار بخدا ورسول وآئمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشان)۔

یعنی: برأت میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری طلب کرتے ہیں یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے، اور چار عورتوں سے یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے، اور ان کے معتقدوں اور پیروکاروں سے، اور یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اللہ، رسول اور آئمہ سے کیا ہوا عہد اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے۔

ایک جگہ لکھا: (در تقریب المعارف روایت کردہ کہ آزاد کردۂ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام از آنحضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمتی ہست، مرا خبردہ از حال ابوبکر وعمر، حضرت فرمود ہر دو کافر بودند دہر کہ ایشا نرا دوست دارد کافر است)۔

یعنی: تقریب المعارف میں روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے آزاد کردہ شخص نے حضرت سے پوچھا: آپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے میرا آپ پر حق ہے، مجھے ابوبکر اور عمر کے حال کے متعلق بتائیے، آپ نے فرمایا: وہ دونوں کافر ہیں اور جوان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

ایک جگہ لکھا: (در علل الشرائع روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ رازندہ کند تا بر او حد بزند وانتقام فاطمہ را از او بکشد)۔

بلکہ باستثنائے چند سب کو معاذ اللہ کافر و منافق قرار دیتا ہے۔[1] حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ''خلافتِ راشدہ'' کو

یعنی: علل الشرائع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ حضرت عائشہ کو زندہ کرکے ان پر حد جاری کریں گے اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں گے۔ "حق الیقین" لملّا باقر مجلسی، ص ۵۰۰۔ ۵۱۹۔ ۵۲۲۔ ۳۴۷، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تھران ایران، ۱۳۵۷ھ۔

"حیات القلوب"، لملّا باقر مجلسی، ج۲، ص ۶۱۰۔۶۱۱.مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تھران.

ایک جگہ لکھا: (امام مہدی ہر دو (ابوبکر وعمر) کو قبر سے باہر نکالیں گے وہ اپنی اسی صورت پر تر و تازہ بدن کے ساتھ باہر نکالے جائیں گے پھر فرمائیں گے کہ ان کا کفن اتارو، ان کا کفن حلق سے اتارا جائے گا، ان کو اللہ کی قدرت سے زندہ کریں گے اور تمام مخلوق کو جمع ہونے کا حکم دیں گے پھر ابتداء عالم سے لے کر اخیر عالم تک جتنے ظلم اور کفر ہوئے ہیں ان سب کا گناہ ابوبکر وعمر پر لازم کردیں گے، اور وہ اس کا اعتراف کریں گے کہ اگر وہ پہلے دن خلیفہ برحق کا حق غصب نہ کرتے تو یہ گناہ نہ ہوتے، پھر ان کو درخت پر چڑھانے کا حکم دیں گے اور آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے باہر آئے اور ان کو درخت کے ساتھ جلا دے، اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو اڑا کر دریاؤں میں گرادے۔"حق الیقین" لملّا باقر مجلسی، ص ۳۶۱۔۳۶۲، مطبوعہ کتاب فروشي اسلامیہ تھران ایران، ۱۳۵۷ھ.

[1]...... (عن أبي جعفر قال: كان الناس أهل الردة بعد النبي إلّا ثلثة، فقلت: ومن الثلاثة؟ فقال: المقداد بن الأسود، أبو ذر الغفاري، سلمان الفارسي).

یعنی: ابوجعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین شخصوں کے سوا سب مرتد ہوگئے تھے، میں نے پوچھا: وہ تین کون ہیں؟ انہوں نے کہا: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی.

"رجال الكشي"، ص۱۲، مطبوعه مؤسسة الأعلمي للمطبوعات كربلا إيران، (۲) "تهذيب المتين في تأريخ أمير المؤمنين"، ذكر مصيبت عظمى والكبرى (۳) "احتجاج طبرسي"، جلد أول، ص۱۱۳، مطبوعه نجف أشرف طبع جديد.

وفي "الروضة من الكافي" ("فروع كافي"): عن عبد الرحيم القصير قال: (قلت لأبي جعفر عليه السلام: إنّ الناس يفزعون إذا قلنا: إنّ الناس ارتدوا، فقال: يا عبد الرحيم إنّ الناس عادوا بعد ما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم أهل الجاهلية).

یعنی: عبدالرحیم قصیر بیان کرتے ہیں: کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا: جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ سب لوگ مرتد ہوگئے تھے تو لوگ گھبرا جاتے ہیں، انہوں نے کہا: اے عبدالرحیم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ دوبارہ جاہلیت کی طرف پلٹ گئے تھے۔

"الروضة من الكافي" ("فروع كافي")، لشيخ أبو جعفر محمد بن يعقوب كليني متوفى ۳۲۸ھ، ج۸، ص۲۹۶، مطبوعه دار الكتب الإسلامية تهران، طبع رابع.

وفي "حياة القلوب": (عیاشی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کرده است که چون حضرت رسول صلی اللّٰه علیه وسلم از دنیا رحلت نمود مردم همه مرتد شوند بغیر چهار نفر علي ابن ابي طالب، ومقداد، وسلمان، وابو ذر).

خلافتِ غاصبہ کہتا ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اُن حضرات کی خلافتیں تسلیم کیں اور اُن کے مَدائح وفضائل بیان کیے، اُس کو تقیّہ وبُزدلی پر محمول کرتا ہے۔ (1) کیا معاذ اللہ! منافقین وکافرین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور عمر بھر اُن کی مدح وستائش سے رطب اللسان رہنا شیرِ خدا کی شان ہوسکتی ہے...؟! سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآنِ مجید اُن کو ایسے جلیل ومقدّس خطابات سے یاد فرماتا ہے، وہ تو وہ، اُن کے اتباع کرنے والوں کی نسبت فرماتا ہے: کہ اللہ اُن سے راضی، وہ اللہ سے راضی۔ (2) کیا کافروں، منافقوں کے لیے اللہ عزوجل کے ایسے ارشادات ہوسکتے ہیں...؟! پھر نہایت شرم کی بات ہے کہ مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تو اپنی

یعنی: عیاشی نے سندِ معتبر کے ساتھ حضرت امام محمد باقر سے روایت کیا ہے: کہ جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہوگئے، علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر۔

"حیاۃ القلوب"، باب پنجاه وهشتم درفضائل بعض از اکابرصحابه، ج۲، ص۱۰۸۳، مطبوعه نامی نولکشور. و ج۲، ص۶۲۷، مطبوعه کتاب فروشے اسلامیه تهران.

(1) ...... انظر التفصيل: "نفس الرحمان في فضائل سلمان"، باب ۱۱.

"أنوار نعمانية"، طبع قديم، ص۳٤، طبع جديد جلد اول، ص۱۰٤.

"احتجاج طبرسی"، طبع قديم، ص۵۳۔۵٦، طبع جديد ص۱۰۷۔۱۱۵.

"جلاء العيون"، طبع جديد، ج۱، ص۲۱٦، مطبوعه تهران.

"حق القين"، باب پنجم، ص۱۱۵، مطبوعه تهران.

"تهذيب المتين في تأريخ أمير المؤمنين"، ج۱، ص۲۷٦، مطبوعه يوسفى.

"حمله حيدرى"، ص۲۸۲، مطبوعه تهران، "مجالس المؤمنين"، ج۱، ص۲۲٤، مطبوعه تهران.

(2) ...... ﴿**وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ**﴾. پ۱۰، التوبة: ۱۰۰.

في "تفسير البيضاوي"، ج۳، ص۱٦۸، تحت الآية: (﴿**وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ**﴾ هم الذين صلوا إلى القبلتين أو الذين شهدوا بدراً أو الذين أسلموا قبل الهجرة ﴿**وَالْاَنْصَارِ**﴾ أهل بيعة العقبة الأولى وكانوا سبعة وأهل بيعة العقبة الثانية وكانوا سبعين والذين آمنوا حين قدم عليهم أبو زرارة صعب بن عمير ﴿**وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ**﴾ اللاحقون بالسابقين من القبيلتين، أو من اتبعوهم بالإيمان والطاعة إلى يوم القيامة ﴿**رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ**﴾ بقبول طاعتهم وارتضاء أعمالهم ﴿**وَرَضُوْا عَنْهُ**﴾ بما نالوا من نعمه الدينية والدنيوية ﴿**وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ**﴾ ملتقطاً.

صاحبزادی فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں [1] اور یہ فرقہ کہے: تقیۃً ایسا کیا۔ کیا جان بوجھ کر کوئی مسلمان اپنی بیٹی کافر کو دے سکتا ہے...؟! نہ کہ وہ مقدس حضرات جنھوں نے اسلام کے لیے اپنی جانیں وقف کر دیں اور حق گوئی اور اتباع حق میں ﴿لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ﴾ [2] کے سچے مصداق تھے۔ [3] پھر خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی دو شاہزادیاں

---

1 ...... (أم كلثوم من فاطمة واسمها رقية خرجت إلى عمر بن الخطاب فأولدها زيداً).

"عمدة المطالب"، عقد أمير المؤمنين، ص٦٣، مطبوعه نجف أشرف.

وفي رواية: (أم كلثوم كبرى تزوجها عمر وأم كلثوم صغرى من كثير بن عباس بن عبد المطلب).

"مناقب آل أبي طالب"، ج٣، ص٣٠٤.

وفي رواية: عن سليمان بن خالد قال: سئلت أبا عبد الله عليه السلام عن امراة توفي عنها زوجها أين تعتدّي في بيت زوجها أو حيث شاء ت، ثم قال: إنّ عليا صلوة الله عليه لما مات عمر أتى إلى أم كلثوم فأخذ بيدها فانطلق بها إلى بيته).

"فروع كافى"، ج٦، ص١١٥، مطبوعه تهران طبع جديد.

وفي رواية: (فجاء عمر إلى مجلس المهاجرين في الروضة وكان يجلس فيها المهاجرون الأولون، فقال: رفّؤني رفّؤني، قالوا: بماذا يا أمير المؤمنين؟ قال: تزوجتُ أم كلثوم بنت علي ابن أبي طالب، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وآله يقول: كلّ سبب ونسب وصهر ينقطع يوم القيامة إلّا سببي ونسبي وصهري).

"شرح نهج البلاغة"، ابن أبي حديد، ج٣، ص١٢٤، مطبوعه بيروت.

مزید حوالہ جات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: "شرح نهج البلاغة" لابن أبي حديد، ج٤، ص٥٧٥۔٥٧٦، مطبوعه بيروت ١٣٧٥ء.

"ناسخ التواريخ تأريخ الخلفاء"، ج٢، ص١٢٩٦. "مجالس المؤمنين"، ج١، ص٢٠٤و ص٤٥١، مطبوعه تهران.

"فروع كافي"، طبع قديم، ج٢، ص٣١١۔٣١٢، مطبوعه نولكشور.

"فروع كافى"، كتاب الطلاق، طبع جديد، ج٦، ص١١٥، مطبوعه تهران.

"طراز المذهب مظفري"، مصنفه مرزا عباسى، ص٣٣.

"منتهى الآمال"، (شيخ عباس قمي)، ج١، ص٢١٧.

2 ...... پ٦، المآئدة: ٥٤.

3 ...... ﴿لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ پ٦، المآئدة: ٥٤. في "تفسير الطبري"، ج٤، ص٦٢٣، تحت هذه الآية: عن الضحاك في قوله: (﴿فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ قال: هو أبو بكر وأصحابه لما ارتد من ارتدَّ من العرب عن الإسلام، جاهدهم أبو بكر وأصحابه حتى ردَّهم إلى الإسلام).

یکے بعد دیگرے حضرت عثمٰن ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں [1] اور صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صاحبزادیاں شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں۔ [2] کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ایسے تعلقات جن سے ہوں، اُن کی نسبت وہ ملعون الفاظ کوئی ادنیٰ عقل والا ایک لمحہ کے لیے جائز رکھ سکتا ہے...؟! ہرگز نہیں!، ہرگز نہیں!۔

1...... قال شيخنا أبو عثمان: (ولمّا ماتت الابنتان تحت عثمان، قال النبي صلى الله عليه و سلم لأصحابه: ما تنتظرون لعثمان، ألاَ أبُو أيم ألاَ أخُو أيُم، زوّجتُه ابنتين ولو أنّ عندي ثالثة لفعلتُ، قال: ولذلك سمّي ذا النورين).

"شرح نهج البلاغة" ابن أبي حديد، ج٣، ص٤٦٠، مطبوعه بيروت بڑا سائز.

وفي رواية: (پس خویشاوندی عثمان از ابوبکر وعمر به پیغمبر نزدیک تر است وبه امادی پیغمبر مرتبه اے یافتد ای که ابوبکر وعمر نیافتند عثمان رقیّه وام کلثوم رابنا بر مشهور دختران پیغمبر بودند بهمسری خود در آورد در أوّل رقیّه را وبعد از چند گاه که آں مظلومه وفات نمود ام کلثوم رابجائے خواهر باو دادند)۔ "شرح نهج البلاغة" فارسی، فیض الاسلام، ص٥١٩، خطبه نمبر١٤٣، مطبوعه ایران.

یعنی: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باعتبارِ قرابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہیں کہ اتنی قرابت ابوبکر اور عمر بن خطاب کو بھی حاصل نہیں۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد بن کر وہ مرتبہ پایا جو ابوبکر وعمر کو نہ ملا حضرت عثمان نے سیدہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا جو مشہور روایات کے مطابق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں تھیں پہلے حضرت رقیہ سے شادی ہوئی اور ان کے انتقال کے بعد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

دیگر شیعہ کتب بھی ملاحظہ فرمائیں: "تفسیر مجمع البیان"، ج٢، جزء سوم، ص٣٣٣، مطبوعه تهران. "شرح نهج البلاغة"، فارسي، فيض الإسلام خطبه ١٤٣، ص٥٢٨، مطبوعه تهران.

2...... (عائشة دختر ابا بکر بود ومادر عائشة وعبد الرحمٰن بن ابی بکر ام رومان بنت عامر بن عمیر بود پیغمبر درمکه معظمه بعد از رحلت خدیجه کبریٰ وقبل از تزویج سوده در ماه شوال او را تزویج فرمود و زفافش بعد از شوّال سال اوّل هجرت در مدینه طیبه واقع شد در حالیتکه عائشة ده ساله بود پیغمبر پنجاه وسه ساله بودند......حفصه دُختر عمر بن الخطاب بود مادر حفصه وعبدالله بن عمرو عبدالرحمن بن عمر زینب بنت مظعون خواهر جناب عثمان بن مظعون بود پیغمبر (ص) او را در سال سوم از هجرت در مدینه تزویج فرمود وقبل از حضرت رسول (ص) حفصه زوجه حنیس بن عبدالله بن السهمی بود وحفصه در سنه چهل وپنج هجری درمدینه طیبه از دنیا رفت)۔

"منتخب التواريخ" فارسی، ص٢٤-٢٥، مطبوعه تهران.

اِس فرقہ کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل پر اَصلح واجب ہے[1] یعنی جو کام بندے کے حق میں نافع ہو، اللہ عزوجل پر واجب ہے کہ وہی کرے، اُسے کرنا پڑے گا۔''

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''ائمۂ اَطہار رضی اللہ تعالٰی عنہم، انبیا علیہم السلام سے افضل ہیں۔''[2] اور یہ بالاجماع کفر ہے، کہ غیرِ نبی کو نبی سے افضل کہنا ہے۔[3]

یعنی: عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ابو بکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی تھیں، عائشہ اور عبدالرحمٰن بن ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عمیر تھیں۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی رحلت کے بعد مکہ مکرمہ میں حضرت سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح سے پہلے ماہ شوال میں ان سے نکاح فرمایا اور زفاف سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح کے بعد ماہ شوال میں ہجرت کے پہلے سال مدینہ منورہ میں فرمایا اس وقت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر دس سال تھی اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر ۵۳ سال تھی، ......حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی تھیں۔ حضرت حفصہ، حضرت عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن عمر رضی اللہ عنہم کی والدہ زینب بنت مظعون تھیں جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ تھیں پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہجرت کے تیسرے سال مدینہ طیبہ میں ان سے نکاح فرمایا رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خنیس بن عبداللہ بن سہمی کی بیوی تھیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ طیبہ میں ۴۵ ھ میں انتقال فرمایا۔

1...... "تحفه اثنا عشرية" (مترجم)، باب ۵ : مسائل إلهيات ، عقيد ه نمبر ۱۹، ص۲۹۳۔۲۹۷.

2...... "تحفه اثنا عشرية " (مترجم)، باب ٦ : عقيده نمبر ۲،ص۳۱۲۔۳۱۳.

3...... في " الشفاء " فصل في بيان ماهومن المقالات كفر، الجزء الثاني، ص ۲۹۰: (وكذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم: إنّ الأئمة أفضل من الأنبياء).

وفي "منح الروض الأزهر"، الولي لا يبلغ درجة النبي، ص ۱۲۱: (فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة وإلحاد وجهالة).

وفي "ارشاد الساري"، كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم... إلخ، ج۱، ص۳۷۸: (فالنبي أفضل من الولي، وهو أمر مقطوع به، والقائل بخلافه كافر؛ لأنّه معلوم من الشرع بالضرورة).

في "المعتقد المنتقد"، ص ۱۲۵: (إنّ نبيا واحداً أفضل عند اللّٰه من جميع الأولياء، ومن فضل ولياً على نبي يخشى عليه الكفر بل هو كافر).

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''قرآن مجید محفوظ نہیں، بلکہ اُس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں یا الفاظ امیر المؤمنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ یا دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم نے نکال دیے۔''[1] مگر تعجب ہے کہ مولیٰ علی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ نے بھی اُسے ناقص ہی

1...... في ''أصول كافي'': (عن هشام بن سالم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إنّ القرآن الذي جاء به جبرائيل عليه السلام إلى محمد صلى الله عليه وسلم سبعة عشر ألف آية).

یعنی: ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک جس قرآن کو جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیتوں پر (مشتمل) ہے۔ ''أصول كافي''، للشيخ ابو جعفر محمد بن يعقوب كليني، ج٢، ص٦٣٤، مطبوعه دارالكتب الإسلاميه تهران إيران.

شیخ ابو جعفر کلینی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اصل قرآن کی سترہ ہزار آیتیں تھیں حالانکہ امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو سولہ آیات ہیں جیسا کہ آپ ''الاتقان'' میں فرماتے ہیں: أخرج ابن الضريس من طريق عثمان بن عطاء عن أبيه عن ابن عباس قال:(جميع أي القرآن ستة آلاف آية وستمائة آية وست عشرة آية).

''الإتقان''، فصل في عدد الآي... إلخ، ج١، ص٩٥.

وفي ''الاحتجاج'': (قال علي عليه السلام: وأمّا ظهورك على تناكر قوله:﴿**وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ**﴾ وليس يشبه القسط في اليتامى نكاح النساء، ولا كلّ النساء أيتام، فهو مما قدمت ذكره من إسقاط المنافقين من القرآن وبين القول في اليتامى وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص أكثر من ثلث القرآن، وهذا ما أشبه مما ظهرت حوادث المنافقين فيه لأهل النظر والتأمل، ووجد المعطلون وأهل الملل المخالفة للإسلام مساغا إلى القدح في القرآن، ولو شرحت لك كلما أسقط وحرف وبدل مما يجري هذا المجرى لطال، وظهرما تحظر التقية إظهاره من مناقب الأولياء ومثالب الأعداء).

''الاحتجاج''، للشيخ أبو منصور أحمد بن علي بن أبي طالب طبرسي من علماء القرن السادس، ج١، ص٢٥٤، مطبوعه مؤسسة الأعلمي بيروت.

وفي ''مقدمة التفسير الصافي''، ص١٣: (المستفاد من مجموع هذه الروايات والأخبار وغيرها من الروايات من طريق أهل البيت عليهم السلام أنّ القرآن الذي بين أظهرنا ليس بتمامه كما أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم، بل منه ما هو خلاف ما أنزل الله، ومنه ما هو مغير محرف، وأنّه قد حذف عنه أشياء كثيرة، منها: اسم علي في كثير من المواضع، ومنها: لفظة آل محمد غير مرة، ومنها: أسماء المنافقين في مواضعها، ومنها غير ذلك، وأنّه ليس أيضا على الترتيب المرضي عند الله وعند رسوله وبه قال علي بن إبراهيم).

چھوڑا...؟! اور یہ عقیدہ بھی بالاِجماع کفر ہے، کہ قرآن مجید کا اِنکار ہے۔ [1]

وفي "ناسخ التواريخ"، ج٢، كتاب دوم، ص٤٩٣-٤٩٤: (مردم شيعى چنان دانند كه در قرآن بعضے آيات را كه دلالت بر نص خلافت على مے داشته، واز فضائل أهل بيت مى بوده ابوبكر وعمر ساقط ساختند واز يں روئے آن قرآن كه على فراهم آورده بود پنذيرفتند وآں قرآن حبز در نزد قائم آل محمد ديده نشود وهمچنان عثمان نيز از آنچه ابوبكر وعمر داشت نيز لختے بكاست).

یعنی: شیعہ لوگ اس طرح جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی بعض ایسی آیات جو خلافت علی رضی اللہ عنہ پر نص صریح تھیں اور فضائل اہل بیت کے قبیل سے تھیں ابوبکر اور عمر نے ان کو ساقط کر دیا اور حذف کر دیا اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لایا ہوا قرآن قبول نہ کیا اور وہ قرآن سوائے قائم آل محمد کے کسی کے پاس نہیں دیکھا جاسکتا اور اسی طرح عثمان نے بھی اس قرآن سے جو ابوبکر وعمر رکھتے تھے مزید کمی کر دی۔

1...... {اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ} پ١٤، الحجر: ٩.

في "تفسير البيضاوي"، ج٣، ص٣٦٢، تحت الآية: بقوله: {وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ} أي: من التحريف والزيادة والنقص).

وفي "فواتح الرحموت" شرح "مسلم الثبوت"، مسألة كل مجتهد في المسألة الاجتهادية... إلخ، ج٢، ص٤٢٢: (اعلم أنّي رأيت في "مجمع البيان" تفسير بعض الشيعة أنّه ذهب بعض أصحابهم إلى أنّ القرآن العياذ بالله كان زائداً على هذا المكتوب المقروء، قد ذهب بتقصير من الصحابة الجامعين العياذ بالله، ولم يختر صاحب ذلك التفسير هذا القول، فمن قال بهذا القول فهو كافر لإنكاره الضروري، فافهم).

في "منح الروض الأزهر"، فصل من ذلك فيما يتعلق بالقرآن والصلاة، ص١٦٧: (من جحد القرآن، أي: كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنّها ليست من كلام الله تعالى كفر).

وفي "الشفاء" بتعريف حقوق المصطفى، فصل في بيان ماهو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٨٩: (ومن قال هذا كافر وكذلك من أنكر القرآن أو حرفاً منه أو غير شيئاً منه أو زاد فيه كفعل الباطنية والإسماعيلية).

وفي "المعتمد المستند"، الثالثة: الرافضة، ص٢٢٤ ـ ٢٢٥: (الرافضة الموجودون الآن في بلادنا، وصرحت مجتهدوهم وجهالهم ونسائهم ورجالهم بنقص القرآن، وأنّ الصحابة أسقطوا منه سورا وآيات، وصرحوا بتفضيل أمير المؤمنين سيدنا علي كرّم الله تعالى وجهه الكريم وسائر الأئمة الأطهار رضي الله تعالى عنهم على الأنبياء السابقين جميعاً، صلوات الله تعالى وسلامه عليهم، وهذان كفران لا تجدنّ أحداً منهم خالياً عنهما في هذا الزمان، والله المستعان).

"الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٢٥٩-٢٦٢.

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل کوئی حکم دیتا ہے پھر یہ معلوم کر کے کہ مصلحت اس کے غیر میں ہے، پچھتا تا ہے۔'' اور یہ بھی یقینی کفر ہے، کہ خدا کو جاہل بتانا ہے۔[1]

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''نیکیوں کا خالق اللہ ہے اور برائیوں کے خالق یہ خود ہیں۔''[2] مجوس[3] نے دو ہی خالق مانے تھے: یَزدان خالقِ خیر، اَہرَمن خالقِ شر۔[4] اِن کے خالقوں کی گنتی ہی نہ رہی، اربوں، سنکھوں خالق ہیں۔

1...... "تحفه اثنا عشرية " (مترجم)، باب٥ : مسائل إلهيات ، عقيد ه نمبر١٧، ص٢٨٦ ـ ٢٨٧ ـ ٢٩٢ .

2...... وفي "المعتمد المستند"، ذكر سبع طوائف في الهند... إلخ، الثالثة: الرافضة... إلخ، ص٢٢٥: (وقد صرح مجتهدهم بـالبدء على اللّٰه تعالى عمايقول الظالمون علوا كبيرا ، وأخذ ينزله **عن الكفر فوقع فيه** ، ولات حين مناص ، حيث أوّله بأن اللّٰه تعالى يحكم بشيء ثم يعلم أن المصلحة في خلافه فيبدله ، فقد اعترف بحصول الجهل لربه).

3...... مجوسی کی جمع، آگ کی پوجا کرنے والے۔

4...... في "النبراس" ، الكلام في خلق الأفعال، ص١٧٢: (الإشراك هو إثبات الشريك في الألوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس فإنّهم يعتقدون إلهين يزدان خالق الخير واهرمن خالق الشر). "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٥٣٧.

وانظر للتفصيل: "**تحفه جعفريه**" ، و"**عقائد جعفريه**" ، و"**فقه جعفريه**" لـلمحقق شيخ الحديث العلامة محمد علي نقشبندي عليه رحمة اللّٰه القوي، و"**تحفه حسينيه**" للعلامة محمد أشرف سيالوى دامت بركاتهم العالية۔

(۳) وہابی: یہ ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا، اِس مذہب کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا، جس نے تمام عرب، خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے، علما کو قتل کیا[1]، صحابۂ کرام و ائمہ وعلما وشہدا کی قبریں کھود ڈالیں[2]، روضۂ انور کا نام معاذ اللہ ''صنمِ اکبر'' رکھا تھا[3]، یعنی بڑا بت اور طرح طرح کے ظلم کیے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا۔[4] وہ گروہ بارہ سو برس بعد یہ ظاہر ہوا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِسے خارجی بتایا۔[5] اِس عبدالوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام

1...... في "ردالمحتار"، كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في اتباع عبد الوهاب الخوارج في زماننا، ج٦، ص٤٠٠: (وقع في زماننا في أتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة، لكنّهم اعتقدوا أنّهم هم المسلمون وأنّ من خالف اعتقادهم مشركون، واستباحوا بذلك قتل أهل السنة وقتل علمائهم).

انظر"الدرر السنية في الأجوبة النجدية، كتاب العقائد، الجزء الأول، ص٦٧.

2...... "الدرر السنية في الأجوبة النجدية، كتاب العقائد، الجزء الأول، ص٥٧.

3...... قال محمد بن عبدالوهاب نجدى: (فالقبر المعظّم المقدّس وَثَنٌ وصنمٌ بكل معاني الوثنيّة لوكان الناس يعقلون).

حاشيه "شرح الصدور بتحريم رفع القبور" لمحمد بن عبد الوهاب، ص ٢٥، مطبوعه سعوديه.

4...... عن ابن عمر قال: ذكر النبي صلى الله عليه وسلم: ((اللّهم بارك لنا في شامنا، اللّهم بارك لنا في يمننا، قالوا: يا رسول اللّٰه! وفي نجدنا ؟ قال: اللّهم بارك لنا في شأمنا، اللّهم بارك لنا في يمننا، قالوا: يا رسول اللّٰه! وفي نجدنا ؟ فأظنه قال في الثالثة: هناك الزلازل والفتن، وبها يطلع قرن الشيطان))."صحيح البخاري"، كتاب الفتن، الحديث:٧٠٩٤، ج٤، ص٤٤٠ـ٤٤١.

5...... في "ردالمحتار"، كتاب الجهاد، ج٦، ص٤٠٠: (ويكفرون أصحاب نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم) علمت أنّ هذا غير شرط في مسمّى الخوارج، بل هو بيان لمن خرجوا على سيدنا علي رضي اللّٰه عنه، وإلّا فيكفي فيهم اعتقادهم كفر من خرجوا عليه، كما وقع في زماننا في أتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة).

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾ [پ٢٤، فاطر: ٦] في "تفسير الصاوي"، ج٥، ص١٦٨٨: وقيل: هذه الآية نزلت في الخوارج الذين يحرفون تأويل الكتاب والسنة ويستحلون بذلك دماء المسلمين وأموالهم لما هو مشاهد الآن في نظائرهم يحسبون أنهم على شيء ألا إنّهم هم الكاذبون استحوذ عليهم الشيطن فأنساهم ذكر اللّٰه أولئك حزب الشيطن هم الخاسرون، نسأل الله الكريم أن يقطع دابرهم.

في "شرح النسائي"، ج١، ص٣٦٠: (قوله: ((كما يمرق السهم... إلخ)): يريد أنّ دخولهم أي: الخوارج في الإسلام ثم خروجهم منه لم يتمسكوا منه بشيء كالسهم دخل في الرمية ثم نفذ وخرج منها ولم يعلق به منها شيء كذا في "المجمع" ثم ليعلم إنّ الذين يدينون دين ابن عبد الوهاب النجدي يسلكون مسالكه في الأصول والفروع ويدعون في بلادنا باسم الوهابين وغير المقلدين ويزعمون أنّ تقليد أحد الأئمة الأربعة رضوان اللّٰه عليهم أجمعين شرك وإنّ من خالفهم هم المشركون

''کتاب التوحید'' رکھا[1]، اُس کا ترجمہ ہندوستان میں ''اسماعیل دہلوی'' نے کیا، جس کا نام ''تقویۃ الایمان'' رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔

اِن وہابیہ کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو اِن کے مذہب پر نہ ہو، وہ کافر مشرک ہے۔[2] یہی وجہ ہے کہ بات بات پر محض بلاوجہ مسلمانوں پر حکمِ شرک وکفر لگایا کرتے اور تمام دنیا کو مشرک بتاتے ہیں۔ چنانچہ ''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۴۵ میں وہ حدیث لکھ کر کہ ''آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی۔''[3] اِس کے بعد صاف لکھ دیا: ''سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا''[4]، یعنی وہ ہوا چل گئی اور کوئی مسلمان روئے زمین پر نہ رہا، مگر یہ نہ سمجھا کہ اس صورت میں خود بھی تو کافر ہو گیا۔

اِس مذہب کا رکنِ اعظم، اللہ (عزوجل) کی توہین اور محبوبانِ خدا کی تذلیل ہے، ہر امر میں وہی پہلو اختیار کریں گے جس سے منقصت نکلتی ہو۔[5] اس مذہب کے سرگروہوں کے بعض اقوال نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ ہمارے عوام بھائی ان کی

ويستبيحون قتلنا أهل السنة وسبي نسائنا وغير ذلك من العقائد الشنيعة التي وصلت إلينا منهم بواسطة الثقات وسمعناها بعضاً منهم أيضاً هم فرقة من الخوارج وقد صرح به العلامة الشامي في كتابه "ردّ المحتار".

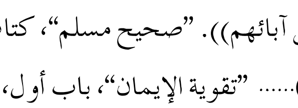
1 ...... في "الأعلام" للزركلي، ج٦، ص٢٥٧: (محمد بن عبد الوهاب بن سليمان النجدي، له مصنفات أكثرها رسائل مطبوعة، منها "كتاب التوحيد"). انظر "معجم المؤلفين"، ج٣، ص٤٧٢-٤٧٣.

2 ...... في "الدرر السنية في الأجوبة النجدية"، لعبد الرحمن بن محمد بن قاسم المتوفى ١٣٩٢ ھ، ج١، ص٦٧: (واعلم أنّ المشركين في زماننا: قد زادوا على الكفار في زمن النبي صلى الله عليه وسلم بأنهم يدعون الملائكة، والأولياء، والصالحين ويريدون شفاعتهم والتقرب إليهم --- إلخ). وفي ص٦٩: (وعرفت أن إقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم في الإسلام، وأن قصدهم الملائكة والأنبياء والأولياء يريدون شفاعتهم والتقرب إلى الله تعالى بهم هو الذي أحل دمائهم وأموالهم--- إلخ).

وفي "رد المحتار"، كتاب الجهاد، ج٦، ص٤٠٠: (لكنّهم اعتقدوا أنّهم هم المسلمون وأنّ من خالف اعتقادهم مشركون).

3 ...... ((ثم يبعث الله ريحا طيبة، فتوفّى كل من في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان فيبقى من لا خير فيه، فيرجعون إلى دين آبائهم)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذا الخليصة، الحديث: ٧٢٩٩، ص١١٨٢.

4 ...... "تقوية الإيمان"، باب أول، فصل ٤: شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص٤٥:


معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک ہی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی جیسے مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی امام و

5 ......ان کی شان میں نقص وعیب ظاہر ہوتا ہو۔

قلبی خباثتوں پر مطلع ہوں اوران کے دامِ تزویر[1] سے بچیں اوران کے جبّہ ودستار پر نہ جائیں۔ برادرانِ اسلام بغور سُنیں اور میزانِ ایمان میں تولیں کہ ایمان سے زیادہ عزیز مسلمان کے نزدیک کوئی چیز نہیں اور ایمان، اﷲ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت و تعظیم ہی کا نام ہے۔ ایمان کے ساتھ جس میں جتنے فضائل پائے جائیں وہ اُسی قدر زیادہ فضیلت رکھتا ہے، اور ایمان نہیں تو مسلمانوں کے نزدیک وہ کچھ وقعت نہیں رکھتا، اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم وزاہد وتارک الدنیا وغیرہ بنتا ہو، مقصود یہ ہے کہ اُن کے مولوی اور عالم فاضل ہونے کی وجہ سے اُنھیں تم اپنا پیشوا نہ سمجھو، جب کہ وہ اﷲ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دشمن ہیں، کیا یہود ونصاریٰ بلکہ ہنود میں بھی اُن کے مذاہب کے عالم یا تارک الدنیا نہیں ہوتے...؟! کیا تم اُن کو اپنا پیشوا تسلیم کر سکتے ہو...؟! ہرگز نہیں! اِسی طرح یہ لامذہب وبدمذہب تمھارے کسی طرح مقتدا نہیں ہوسکتے۔

''اِیضاح الحق'' صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۶ مطبع فاروقی میں ہے[2]: (''تنزیہ اُو تعالیٰ از زمان و مکان و جهت و اثباتِ رویت بلا جهت و محاذات همه از قبیل بدعاتِ حقیقیه است، اگر صاحبِ آں اعتقاداتِ مذکوره را از جنسِ عقائدِ دینیه مے شمارد'').[3]

اس میں صاف تصریح ہے کہ اﷲ تعالیٰ کو زمان ومکان وجہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف ماننا، بدعت وگمراہی ہے، حالانکہ یہ تمام اہلِ سنت کا عقیدہ ہے۔[4] تو اِس قائل نے تمام پیشوایانِ اہلسنت کو گمراہ وبدعتی بتایا، ''بحر الرائق'' و ''درِمختار''

---

1 ......مکروفریب۔

2 ......"إيضاح الحق"، (مترجم اردو) فائده اول، پهلا مسئله، ص۷۷۔۷۸، قديمى كتب خانه.

3 ......یعنی: اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان اور جہت سے پاک قرار دینا اور اس کا دیدار بلا جہت وکیف ثابت کرنا یہ تمام امور ازقبیل بدعت حقیقیہ ہیں اگر کوئی شخص ان مذکورہ اعتقادات کو دینی اعتقاد شمار کرے۔

4 ......''تحفہ اثناعشریہ'' میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (عقیدهٔ سیزدهم آنکه حق تعالی را مکان نیست واو را جهت از فوق وتحت متصور نیست وهمینست مذهب اهل سنت وجماعت)
یعنی: تیرھواں عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور فوق وتحت کی جہت متصور نہیں ہے اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔

("تحفه اثنا عشريه"، (مترجم) پانچواں باب، مسائل الهيات، ص۲۷۹، دار الاشاعت).

وفي "الحديقة الندية"، ص۲٤۸۔۲٤۹: (ولا يتمكن بمكان) أي: والله تعالى يستحيل عليه أن يكون في مكان، (ولا يجري عليه) سبحانه وتعالى (زمان، وليس له) تعالى (جهة من الجهات الست) التي هي فوق وتحت ويمين ويسار وقدام وخلف، لأنّه تعالى ليس بجسم حتى تكون له جهة كما للأجسام، ملتقطا.

وفي "الفقه الأكبر"، ص۸۳: (والله تعالى يرى في الآخرة، ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه ولا كيفية، ولا كمية، ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة). انظر "الفتاوى الرضوية"، كتا ب السير، ج١٤، ص٢٨٣.

و ''عالمگیری''میں ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جو مکان ثابت کرے، کافر ہے۔[1]

''تقویۃ الایمان''صفحہ ٦٠ میں یہ حدیث:

((أَرأَيتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ أَ كُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ.))[2]

نقل کر کے ترجمہ کیا کہ ''بھلا خیال تو کر جو تُو گزرے میری قبر پر، کیا سجدہ کرے تو اُس کو''، اُس کے بعد (ف) لکھ کر فائدہ یہ جڑ دیا: (یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔)[3] حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.))[4]

''اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیا علیہم السلام کے اَجسام کھانا، زمین پر حرام کر دیا ہے۔''

((فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ.))[5]

''تو اللہ (عزوجل) کے نبی زندہ ہیں، روزی دیے جاتے ہیں۔''

اِسی ''تقویۃ الایمان''صفحہ ١٩ میں ہے: ''ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے،

---

1 ...... في "البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص٢٠٢: (يكفر بقوله يجوز أن يفعل الله فعلاً لاحكمة فيه، وبإثبات المكان لله تعالى فإن قال الله في السماء فإن قصد حكاية ما جاء في ظاهر الأخبار لايكفر وإن أراد المكان كفر، وإن لم يكن له نية كفر عند الأكثر وهو الأصح وعليه الفتوى).

في "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٥٩: (يكفر بإثبات المكان لله تعالى).

" الفتاوى الرضوية "، كتا ب السير، ج١٤، ص٢٨٢ ـ ٢٨٣.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب النكاح، باب في حق الزوج على المرأة، الحديث: ٢١٤٠، ج٢، ص٣٥٥.

3 ...... "تقوية الإيمان"، باب أوّل، فصل٥، شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص٥٧:

ف یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں

4 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

"سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، الحديث:١٠٤٦، ج١، ص٣٩١.

"سنن النسائي"، كتاب الجمعة، باب إكثار الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة، الحديث: ١٣٧١، ص٢٣٧.

" المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، ج٥، ص٤٦٣، الحديث:١٦١٦٢.

"المستدرك" للحاكم، كتاب الجمعة، الحديث:١٠٦٨، ص٥٦٩.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔" [1]

انبیائے کرام واولیائے عِظام کی شان میں ایسے ملعون الفاظ استعمال کرنا، کیا مسلمان کی شان ہوسکتی ہے...؟!

''صراطِ مستقیم''، صفحہ ۹۵: ''بمقتضائے ﴿ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ﴾ [2] از وسوسۂ زنا خیالِ مجامعتِ زوجہ خود بہتر است، و صرفِ ہمت بسوئے شیخ و اَمثالِ آں از معظمین گو جنابِ رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بد تر از استغراق در صورتِ گاؤ و خرِ خود ست۔'' [3]

مسلمانو! یہ ہیں اِمام الوہابیہ کے کلماتِ خبیثات! اور کس کی شان میں؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں! جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے، وہ ضرور یہ کہے گا کہ اِس قول میں گستاخی ضرور ہے۔

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، فصل ا، شرک سے بچنے کا بیان، ص ۲۸:

ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو۔ دوسری یہ کہ جب ہمارا
خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ
اپنے ہر کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو
کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ
اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور
کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

2 ...... پ ۱۸، النور: ٤٠.

3 ...... ''صراط مستقیم''، ص ۸٦:

کسی کہ خود متوجہ تدبیر امری از امور دنیویہ یا دنیویہ شود بر ہر کراں مقام منکشف میشود میداند ازیں بمقتضائے ظُلُمٰتٌ
بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئی شیخ و امثال آن
از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندین مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود ست کہ خیال آن
با تعظیم و اجلال بسویدای دل انسان میچسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آنقدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان
و محقر می بود و این تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود میشود بشرک میکشد بالجملہ منظور بیان تفاوت مراتب وساوس

''تقویۃ الایمان''صفحہ۱۰:

''روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا، اِقبال و اِدبار[1] دینا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا، اولیا، بھوت، پری کی یہ شان نہیں، جو کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اُس کو پکارے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ اِن کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ہے۔''[2]

= یعنی: ظلمات بعضہا فوق بعض کی بناء پر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گناہ بدتر ہے، کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے، بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ ان کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے، اور یہ غیر کی تعظیم و اجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔

1 ...... عروج و زوال۔

2 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اوّل، توحید اور شرک کا بیان، ص۲۲:


سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا روزی کی کشایش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا فتح و شکست دینی اقبال و ادبار دینا مرادیں پوری کرنی حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دست گیری کرنی۔ برے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک بالتصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف اور کو ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

''قرآن مجید'' میں ہے:

﴿اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ﴾ (1)

''اُن کواللہ ورسول اللہ نے غنی کر دیا اپنے فضل سے۔''

قرآن تو کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دولت مند کر دیا اور یہ کہتا ہے: ''جوکسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے مشرک ہے۔'' تو اس کے طور پر قرآنِ مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے...! قرآن عظیم میں ارشاد ہے:

﴿ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ ﴾ (2)

''اے عیسیٰ! تُو میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اچھا کر دیتا ہے۔''

اور دوسری جگہ ہے:

﴿اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ﴾ (3)

''عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں: میں اچھا کرتا ہوں، مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مُردوں کو جِلا دیتا ہوں، اللہ کے حکم سے۔''

اب قرآن کا تو یہ حکم ہے اور وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ تندرست کرنا اللہ (عزوجل) ہی کی شان ہے، جوکسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے مشرک ہے۔ اب وہابی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرّف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت کیا تو اُس پر کیا حکم لگاتے ہیں...؟! اور لُطف یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اگر اُن کو قدرت بخشی ہے، جب بھی شرک ہے تو معلوم نہیں کہ ان کے یہاں اِسلام کس چیز کا نام ہے؟

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۱۱:

''گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں، پھر جوکوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے، اُس پر شرک ثابت ہے، خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ

1 ...... پ ۱۰، التوبة: ۷۴.

2 ...... پ۷، المآئدة: ۱۱۰.

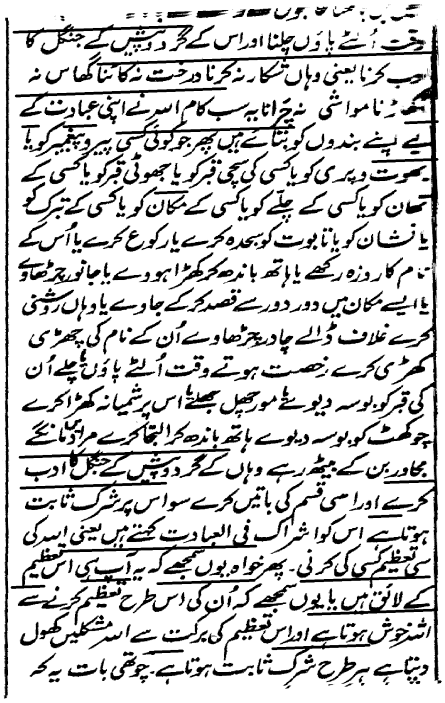
3 ...... پ۳، اٰلِ عمرٰن: ۴۹.

ہی اِس تعظیم کے لائق ہے، یا یوں کہ اُن کی اِس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے، ہر طرح شرک ہے۔''[1]

متعدد صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمایا: کہ ''ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینے کو حرم کیا، اِس کے ببول کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اِس کا شکار نہ کیا جائے۔''[2]

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص۲۳:



وقت اُلٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا
ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ
اکھاڑنا مواشی نہ چرانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے
لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا
بھوت و پری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے
تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو
یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اُس کے
نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے
یا ایسے مکان میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی
کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے اُن کے نام کی چھڑی
کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے اُن
کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے اس پر شمیانہ کھڑا کرے
چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے
مجاور بن کے بیٹھ رہے وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب
کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے سو اس پر شرک ثابت
ہوتا ہے اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی
سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم
کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ اُن کی اس طرح تعظیم کرنے سے
اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول
دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ

2 ...... عن جابر قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ ابراهيم حرّم مكة، وإنّي حرمتُ المدينة ما بين لابتيها، لا يقطع عضاهها ولا يصاد صيدها)).

"صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي فيها بالبركة... إلخ، الحديث: ١٣٦٢، ص٧٠٩.

وفي رواية: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّي أحرم ما بين لابتي المدينة كما حرم إبراهيم حرمه لا يقطع عضاهها ولا يقتل صيدها)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، ج١، ص٣٨٤، الحديث: ١٥٧٣.

وفي رواية "صحيح مسلم"، قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ((...... اللّٰهم إنّ إبراهيم حرم مكة فجعلها حرماً، وإنّي حرّمت المدينة حراماً ما بين مأزميها، أن لا يهراق فيها دم، ولا يحمل فيها سِلاح لقتال، ولا تخبط فيها شجرة إلّا لعلف، اللّٰهم بارك لنا في مدينتنا، اللّٰهم بارك لنا في صاعنا، اللّٰهم بارك لنا في مدّنا، اللّٰهم بارك لنا في صاعنا، اللّٰهم بارك لنا في مدّنا، اللّٰهم بارك لنا في مدينتنا، اللّٰهم اجعل مع البركة بركتين، والذي نفسي بيده! ما من المدينة شعب ولا نقب إلّا عليه ملكان يحرسانها حتى تقدموا إليها... إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة... إلخ، الحديث: ٤٧٥، ص٧١٣-٧١٤.

مسلمانو! ایمان سے دیکھنا کہ اس شرک فروش کا شرک کہاں تک پہنچتا ہے! تم نے دیکھا اِس گستاخ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا حکم جڑا...؟!

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۸:

''پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اُسی کا مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے اور اُن کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا، یہی اُن کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے، گو کہ اُس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔''(1)

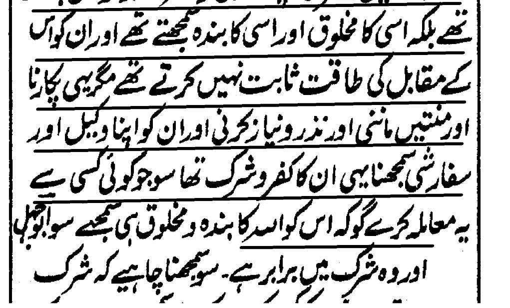
یعنی جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت مانے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ عزوجل کے دربار میں ہماری سفارش فرمائیں گے تو معاذ اللہ اس کے نزدیک وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے، مسئلۂ شفاعت کا صرف انکار ہی نہیں بلکہ اس کو شرک ثابت کیا اور تمام مسلمانوں صحابہ و تابعین و ائمۂ دین و اولیا و صالحین سب کو مشرک و ابوجہل بنا دیا۔

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۵۸:

''کوئی شخص کہے: فُلانے درخت میں کتنے پتے ہیں؟ یا آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے، کہ

---

(1)...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۱:



کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبرِ خدا
کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے
تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس
کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا
اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور
سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے
یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل
اور وہ شرک میں برابر ہے۔ سو سمجھنا چاہیے کہ شرک

اللہ ورسول ہی جانے، کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کیا خبر۔'' [1] سبحان اللہ...! خدائی اسی کا نام رہ گیا کہ کسی پیڑ کے پتے کی تعداد جان لی جائے۔

''تقویۃ الایمان''صفحہ ۷:

''اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرّف کرنے کی قدرت نہیں دی۔''[2] اِس میں انبیائے کرام کے معجزات اور اولیا عظام کی کرامت کا صاف انکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۟ۙ﴾ [3]

''قسم فرشتوں کی جو کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔''

تو یہ قرآن کریم کو صاف رد کر رہا ہے۔

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، فصل ۵: شرک فی العادات کی برائی کا بیان، ص۵۵:

ف یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق
کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائیے گو
کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و
رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہان
کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے
کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل
میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت
میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے
جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی
بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ

2 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص۲۰:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے
کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی

3 ...... پ ۳۰، النّٰزعٰت: ۵.

صفحہ۲۲: ''جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔''(1)

تعجب ہے کہ وہابی صاحب تو اپنے گھر کی تمام چیزوں کا اختیار رکھیں اور مالکِ ہر دوسَرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز کے مختار نہیں...!

اِس گروہ کا ایک مشہور عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔(2) ....

1...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، فصل۴: شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص۴۳:

نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں

2...... مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب ''فتاوی رشیدیہ'' میں اللہ عزوجل کے لیے امکان کذب کو ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

مخفی نہیں پس مذہب جمیع محققین اہلِ اسلام و صوفیائے کرام و علماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے
کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے

اور دوسرے مقام پر لکھا:

ذب لازم آئے مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالےٰ داخل ہونا معلوم ہوا پس ثابت
ذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علی کل شیء قدیر فقط

"فتاوی رشیدیه"، كتاب العقائد، ص ۲۱۰ ـ ۲۱۱.

اسی طرح اسماعیل دہلوی نے اپنے رسالہ ''یک روزہ'' (فارسی) میں اللہ تعالیٰ کی طرف اِمکان کذب کی نسبت کرتے ہوئے لکھا:

قولہ - وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال۔
اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست
پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع و القائے
آں بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والالازم آید کہ قدرت انسانی ازید
از قدرت ربانی باشد چہ عقدِ قضیہ غیر مطابقہ للواقع و القائے آں بر مخاطبین در قدرت
اکثر افرادِ انسانی ست۔ کذب مذکور لے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست۔
لہذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ مے شمارند و او را جل شانہ بآں مدح مے
کنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نے کند۔ و نیز ظاہر ست
۲۱۷

یعنی: میں (اسماعیل دہلوی) کہتا ہوں: اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے کہ (جھوٹ) اللہ کی قدرت کے تحت داخل نہیں، پس ہم (اللہ کے لئے) مذکورہ کذب کو محال نہیں مانتے کیونکہ واقع کے خلاف کوئی قضیہ وخبر بنانا اور اس کوفرشتوں اور انبیاء پر القاء کرنا اللہ تعالی کی قدرت سے خارج نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ انسانی قدرت اللہ تعالی کی قدرت سے زائد ہوجائے۔ رسالہ "یك روزہ"، ص۱۷.

اللہ عزوجل مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

ہم اہلسنت والجماعت کے نزدیک اللہ عزوجل کی طرف کذب کی نسبت کرنا منع ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے جھوٹ بولنا محال ہے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا.

اللہ تعالی قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ پ۵، النساء:۱۲۲. ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ پ۵، النساء:۸۷. ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

في "تفسير روح البيان"، ج۲، ص۲۵۵، و"تفسير البيضاوي"، ج۲، ص۲۲۹، تحت هذه الآية: (﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾، إنكار أن يكون أحد أكثر صدقاً منه، فإنّه لا يتطرق الكذب إلى خبره بوجه؛ لأنّه نقص وهو على اللّٰه محال).

یعنی: اللہ تعالی اس آیت میں انکار فرماتا ہے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو، اس کی خبر میں تو جھوٹ کا کوئی شائبہ تک نہیں اس لیے کہ جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالی کے لئے محال ہے۔

وفي "تفسير الخازن"، ج۱، ص۴۱۰، تحت هذه الآية: ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾، يعني: لا أحد أصدق من اللّٰه فإنّه لا يخلف الميعاد ولا يجوز عليه الكذب).

یعنی: مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی سے زیادہ کوئی سچا نہیں، بیشک وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

وفي "تفسير أبي السعود"، ج۱، ص۵۶۱، تحت هذه الآية: (﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾، إنكارٌ لأن يكون أحدٌ أصدقَ منه تعالى في وعده وسائرِ أخبارِه وبيانٌ لاستحالته كيف لا والكذِبُ مُحالٌ عليه سبحانه دون غيرِه). یعنی: اس آیت سے ثابت ہوا کہ وعدہ، اور کسی طرح کی خبر دینے میں، اللہ تعالی سے زیادہ سچا کوئی نہیں اور اس کے محال ہونے کی وضاحت بھی ہے اور کیسے نہ ہو کہ جھوٹ بولنا اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے محال ہے بخلاف دوسروں کے۔

﴿فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ﴾ پ۱، البقرة:۸۰. ترجمہ کنزالایمان: جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا۔

في "تفسير الكبير"، ج۱، ص۵۶۷، تحت هذه الآية: (﴿فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ﴾ يدّل على أنّه سبحانه وتعالى منزه عن الكذب وعده ووعيده، قال أصحابنا: لأنّ الكذب صفة نقص، والنقص على اللّٰه محال).

یعنی: اللہ تعالی کا یہ فرمانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا اس مدعا پر واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالی اپنے ہر وعدے اور وعید میں جھوٹ سے پاک ہے ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جھوٹ صفت نقص ہے اور نقص اللہ تعالی کے لئے محال ہے۔

بلکہ اُن کے ایک سرغنہ نے تو اپنے ایک فتوے میں لکھ دیا کہ: ''وقوعِ کذب کے معنی درست ہوگئے، جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا، ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے''۔[1]

سبحان اللہ...! خدا کو جھوٹا مانا، پھر بھی اسلام و سنّیت و صلاح کسی بات میں فرق نہ آیا، معلوم نہیں ان لوگوں نے کس چیز کو خدا ٹھہرالیا ہے!

ایک عقیدہ ان کا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیا نہیں مانتے۔[2] اور یہ صریح کفر ہے۔[3]

في "تفسير الكبير"، ج٦، ص ٥٢١: (المؤمن لا يجوز أن يظن بالله الكذب، بل يخرج بذلك عن الإيمان).

في "شرح المقاصد"، المبحث السادس في أنّه تعالى متكلم: (الكذب محال بإجماع العلماء؛ لأنّ الكذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله تعالى محال اهـ)، ملخصاً.

یعنی: جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال اھ ملخصاً.

وفي مقام آخر: (محال هو جهله أو كذبه تعالى عن ذلك)

یعنی: اللہ تبارک وتعالیٰ کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں برتری ہے اسے ان سے۔

وفي شرح عقائد نسفيه: (كذب كلام الله تعالى محال اهـ) ملخصاً یعنی: کلام الٰہی کا کذب محال ہے اھ، ملخصاً.

وفي "طوالع الأنوار": (الكذب نقص والنقص على الله تعالى محال اهـ). یعنی: جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔

وفي "المسامرة" بشرح "المسايرة"، ص٢٠٥: (وهو) أي: الكذب (مستحيل عليه) تعالى (لأنّه نقص).

یعنی: اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے اس لیے کہ یہ عیب ہے.

وفي مقام آخر، ٣٩٣: (يستحيل عليه سبحانه سمات النقص كالجهل والكذب).

یعنی: جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل و کذب سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا ''فتاویٰ رضویہ'' میں دیا گیا رسالہ: "سبحن السبوح عن كذب عيب مقبوح"، ج۱۵ کا مطالعہ کریں۔

1 ...... یہ الفاظ اس نے اپنے ایک فتوے میں کہے تھے، اگر کسی کو یہ عبارت دیکھنی ہو تو ہندوستانی حضرات، پیلی بھیت اور پاکستانی حضرات دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تشریف لے جا کر اطمینان کرسکتے ہیں۔

2 ...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیّین کا معنی، ص ٤ ـ ٥.

3 ...... في "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٣: (سمعت بعضهم يقول: إذا لم يعرف الرجل أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم كذا في "اليتيمة"). =

چنانچہ ''تحذیرالناس''ص۲ میں ہے:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[ا][1] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم یا تاخّر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقامِ مدح میں ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾[2] فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟ ہاں! اگر اِس وصف کو اَوصافِ مدح میں سے نہ کہیے اور اِس مقام کو مقامِ مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبارِ تاخّرِ زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔''[3]

= وفي "الشفاء"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص۲۸٥: (كذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا صلى الله عليه وسلم أو بعده (إلى قوله) فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم؛ لأنه أخبر صلى الله عليه وسلم أنّه خاتم النبيين لا نبي بعده وأخبر عن الله تعالى أنّه خاتم النبيين).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص۱۲۰:(الحجج التي ثبت بها بطريق التواتر نبوته ثبت بها أيضاً أنّه آخر الأنبياء في زمانه وبعده إلى يوم القيامة لا يكون نبي، فمن شك فيه يكون شاكاً فيها أيضاً، وأيضاً من يقول إنّه كان نبي بعده أو يكون، أو موجود، وكذا من قال يمكن أن يكون فهو كافر، هذا شرط صحة الإيمان بخاتم الأنبياء محمد صلى الله عليه وسلم).

ا ...... ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔۱۲

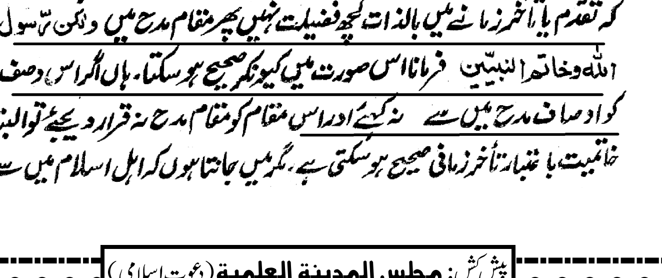
1 ...... کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم لکھنا یا صرف ص لکھنا ناجائز وحرام ہے جیسا کہ ''حاشیۃ الطحطاوی'' میں ہے:

(ويكره الرمز بالصلاة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله، وفي بعض المواضع عن "التتارخانية": من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر؛ لأنّه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك ولعله إن صحّ النقل فهو مقيد بقصده وإلّا فالظاهر أنّه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفراً بعد تسليم كونه مذهباً مختاراً محله إذا كان اللزوم بينا نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام والشبهة). "حاشية الطحطاوي" على "الدر المختار"، مقدمة الكتاب، ج۱، ص٦۔

و"الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص۲۲۱ ـ ۲۲۲، ج۲۳، ص۳۸۷ـ۳۸۸.

2 ...... پ ۲۲، الأحزاب: ٤٠.

3 ...... ''تحذیرالناس''، خاتم النبیّن کا معنی، ص ٤ ـ ٥.


سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا
کہ تقدم یا تأخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف
کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ
خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے

پہلے تو اس قائل نے خاتم النبیین کے معنی تمام انبیا سے زماناً متاخّر ہونے کو خیالِ عوام کہا اور یہ کہا کہ اہلِ فہم پر روشن ہے کہ اس میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہی معنی بکثرت احادیث میں ارشاد فرمائے (1) تو معاذ اللہ اس قائل نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو عوام میں داخل کیا اور اہلِ فہم سے خارج کیا، پھر اس نے ختمِ زمانی کو مطلقاً[ل] فضیلت سے خارج کیا، حالانکہ اسی تاخّرِ زمانی کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مقامِ مدح میں ذکر فرمایا۔

پھر صفحہ ۴ پر لکھا: ''آپ موصوف بوصفِ نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بالعرض۔''(2)

---

(1)...... عن أبي هريرة رضي الله عنه، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:((إنّ مثلي ومثل الأنبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتاً فأحسنه وأجمله إلّا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلّا وضعت هذه اللبنة قال فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب خاتم النبيين، ج٢، ص٤٨٤، الحديث: ٣٥٣٥۔

وفي رواية: عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنّه سيكون في أمتي ثلا ثون كذابون كلّهم يزعم أنّه نبي وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون، الحديث: ٢٢٢٦، ج٤، ص٩٣.

وفي رواية: عن حذ يفة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٣٠٢٦، ج٣، ص١٧٠.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يا فاطمة ونحن أهل بيت قد أعطانا الله سبع خصال لم يعط أحد قبلنا، ولا يعطى أحد بعدنا، أنا خاتم النبيين... إلخ)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٢٦٥٧، ج٣، ص٥٧۔

وفي رواية: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:((أنا قائد المرسلين ولا فخر، وأنا خاتم النبيين ولا فخر)).

"المعجم الأوسط"، للطبراني، ج١، ص٦٣، الحديث: ١٧٠۔

ل ...... پہلے تو بالذات کا پردہ رکھا تھا پھر کھیل کھیلا کہ اسے مقامِ مدح میں ذکر کرنا کسی طرح صحیح نہیں تو ثابت ہوا کہ وہ اصلاً کوئی فضیلت نہیں۔۱۲ منہ

(2)...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیین کا معنی، ص٦:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف
نبوت بالذات ہیں، اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی

صفحہ۱۶: ''بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔''(1)

صفحہ۳۳: ''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائیکہ آپ کے مُعاصِر (2) کسی اور زمین میں، یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔''(3)

لطف یہ کہ اِس قائل نے اِن تمام خرافات کا ایجادِ بندہ ہونا خود تسلیم کرلیا۔

صفحہ۳۴ پر ہے: ''اگر بوجہِ کم اِلتفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو اُن کی شان میں کیا نقصان آ گیا اور کسی طفلِ نادان (4) نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا...؟!۔

گاہِ باشد کہ کودکِ ناداں
بغلط برہدف زند تیرے (5)

---

1 ...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیین ہونے کا حقیقی مفہوم .. إلخ، ص ۱۸:

عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ

2 ...... ہم زمانہ۔

3 ...... ''تحذیر الناس''، روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق، ص ۳٤:

بھی آپکی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا منبت خاتمیت ہے معارض و مخالف

4 ...... ناسمجھ بچہ۔

5 ...... ممکن ہے کہ نادان بچہ غلطی سے تیر کو نشانہ پر مارے۔

ہاں! بعدوضوحِ حق [1] اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اَگلے کہہ گئے تھے، میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اِس کے کہ قانونِ محبتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے، ویسے بھی اپنی عقل وفہم کی خوبی پر گواہی دینی ہے۔'' [2]

یہیں سے ظاہر ہو گیا جو معنی اس نے تراشے، سلف میں کہیں اُس کا پتا نہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک جو سب سمجھے ہوئے تھے اُس کو خیالِ عوام بتا کر رد کر دیا کہ اِس میں کچھ فضیلت نہیں، اِس قائل پر علمائے حرمین طیبین نے جو فتویٰ دیا وہ ''حُسَامُ الحرَمَین'' [3] کے مطالعہ سے ظاہر اور اُس نے خود بھی اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں اپنا اسلام برائے نام تسلیم کیا۔ [4]

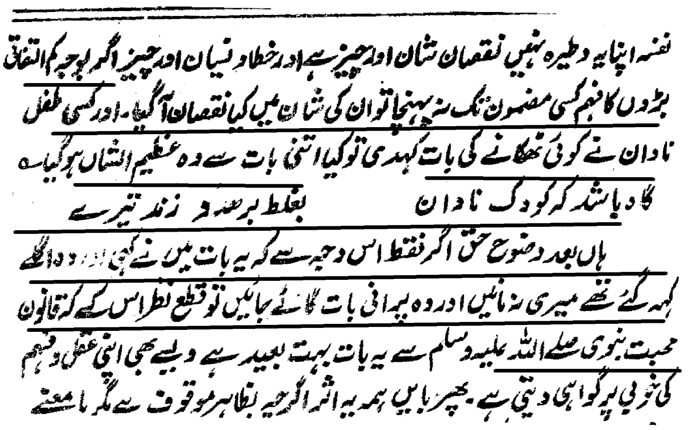
ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اِن نام کے مسلمانوں سے اللہ (عزوجل) بچائے۔

---

1 ...... حق ظاہر ہونے کے بعد۔

2 ...... ''تحذیرالناس''، روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق، ص ۳۵:


نفسہ اپنا یہ وطیرہ نہیں نقصان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ؎

گاہ باشد کہ کودک نادان
بغلط بر ہدف زند تیرے

ہاں بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تھے میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون محبت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے ویسے بھی اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔ پھر باایں ہمہ یہ اثر اگرچہ بظاہر موقوف ہے مگر بامعنے

3 ...... اس کتاب کے مصنف شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ہیں، یہ ایک فتویٰ ہے جس پر علمائے حرمَین شریفَین کی لاجواب تصدیقات ہیں، اس کا پورا نام ''حُسام الحرمَین علی منحر الکفر والمَین'' ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے مفید ہے۔

4 ...... ''تحذیرالناس''، تفسیر بالرائے کا مفہوم ص ۴۵.

اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر ہے: ''کہ انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں، بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔''[1]

اور سنیے! اِن قائل صاحب نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نبوت کو قدیم اور دیگر انبیا کی نبوت کو حادث بتایا۔

صفحہ ۷ میں ہے: ''کیونکہ فرق قِدمِ نبوت اور حُدوثِ نبوت باوجود اتحادِ نوعی خوب جب ہی چسپاں ہوسکتا ہے۔''[2]

کیا ذات وصفات کے سوا مسلمانوں کے نزدیک کوئی اور چیز بھی قدیم ہے...؟! نبوت صفت ہے اور صفت کا وجود بے موصوف محال، جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت قدیم غیر حادث ہوئی تو ضرور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی حادث نہ ہوئے، بلکہ ازلی ٹھہرے اور جو اللہ (عزوجل) وصفاتِ الٰہیہ کے سوا کسی کو قدیم مانے باجماعِ مسلمین کافر ہے۔[3]

---

1 ...... ''تحذیر الناس''، نبوّت کمالات علمی میں سے ہے، ص ۷:

فرمائیے۔ دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اور اگر قوت عملی اور ہمت میں انبیاء انبیوں سے زیادہ بھی

2 ...... ''تحذیر الناس''، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نبوّت وصف ذاتی ہے، ص ۹:

کنت نبیا وادم بین الماء والطین بھی اسی جانب مشیر ہے کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہوسکتا ہے کہ ایک جا یہ

3 ...... اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''باجماعِ مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے''۔ "الفتاوی الرضویة"، ج١٤، ص٢٦٦:

اسی طرح ایک اور مقام پر نقل فرماتے ہیں کہ: ''آئمہ دین فرماتے ہیں: ''جو کسی غیر خدا کو ازلی کہے باجماعِ مسلمین کافر ہے''۔'' ''شفا'' و''نسیم'' میں فرمایا: (من اعترف بإلٰهية اللّٰه تعالى ووحدانيته لكنّه اعتقد قديماً غيره (أي: غير ذاته وصفاته، إشارة إلى مذهب إليه الفلاسفة من قِدمِ العالَمِ والعقول) أو صانعاً للعالَم سواه (كالفلاسفة الذين يقولون: إنّ الواحد لا يصدر عنه إلّا واحد) فذلك كلّه كفر (ومعتقده كافر بإجماع المسلمين، كالإلٰهيين من الفلاسفة والطبائعين) اهـ ملخصاً. یعنی: جس نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت ووحدانیت کا اقرار کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے غیر کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھا (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے علاوہ، یہ فلاسفہ کے مذہب یعنی عالَم وعقول کے قدیم ہونے کی طرف اشارہ ہے) یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو صانعِ عالَم مانا (جیسے فلاسفہ جو کہ کہتے ہیں واحد سے نہیں صادر ہوتا ہے مگر واحد) تو یہ سب کفر ہے، (اور اس کے معتقد کے کافر ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے جیسے فلاسفہ کا فرقۂ الٰہیہ اور فرقۂ طبائعیہ) اھ، تلخیص (ت)۔ "الفتاوی الرضویة"، ج٢٧، ص١٣١.

انظر للتفصيل "**الكوكبة الشهابية**" ج ١٥، ص١٦٧، و"**سل السيوف**" ج ١٥، ص٢٣٩ في "الفتاوى الرضوية".

اِس گروہ کا یہ عام شیوہ ہے کہ جس امر میں محبوبانِ خدا کی فضیلت ظاہر ہو، طرح طرح کی جھوٹی تاویلات سے اسے باطل کرنا چاہیں گے اور وہ امر ثابت کریں گے جس میں تنقیص (1) ہو، مثلاً ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ ۵۱ میں لکھ دیا کہ:

''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں۔'' (2)

اور اُس کو شیخ محدّثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط منسوب کر دیا، بلکہ اُسی صفحہ پر وسعتِ علمِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت یہاں تک لکھ دیا کہ:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ محیطِ زمین کا فخرِ عالَم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے...؟! کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نُصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' (3)

جس وسعتِ علم کو شیطان کے لیے ثابت کرتا اور اُس پر نص ہونا بیان کرتا ہے، اُسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شرک بتاتا ہے تو شیطان کو خدا کا شریک مانا اور اُسے آیت و حدیث سے ثابت جانا۔ بے شک شیطان کے بندے شیطان کو مستقل خدا نہیں تو خدا کا شریک کہنے سے بھی گئے گزرے، ہر مسلمان اپنے ایمان کی آنکھوں سے دیکھے کہ اِس قائل نے ابلیسِ لعین کے علم کو

---

1 ...... عظمت و شان گھٹانا۔

2 ...... "براهين قاطعه" بجوا ب "أنوار ساطعه"، مسئله علم غيب، ص ٥٥:

علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری مایفعل بی ولا بکم الحدیث اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحر رائق وغیرہ کتب سے لکھا گیا تیسرے اگر افضلیت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق

3 ...... "براهين قاطعه" بجواب "أنوار ساطعه"، مسئله علم غيب، ص ٥٥:

دوراز علم و عقل ہے، الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد بتایا یا نہیں؟ ضرور زائد بتایا! اور شیطان کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا! اور پھر اس شرک کو نص سے ثابت کیا۔ یہ تینوں امر صریح کفر اور قائل یقینی کافر ہے۔ کون مسلمان اس کے کافر ہونے میں شک کرے گا...؟!

''حفظ الایمان'' صفحہ ۷ میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے علم کی نسبت یہ تقریر کی:

''آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب؟ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اِس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علمِ غیب تو زید وعَمرو، بلکہ ہر صبی ومجنون، بلکہ جمیع حیوانات وبَہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''[1]

مسلمانو! غور کرو کہ اِس شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کیسی صریح گستاخی کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جیسا علم زید وعَمرو تو زید وعَمرو، ہر بچے اور پاگل، بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہونا کہا۔ کیا ایمانی قلب ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کر سکتے ہیں...؟ ہرگز نہیں! اس قوم کا یہ عام طریقہ ہے کہ جس چیز کو اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع نہیں کیا، بلکہ قرآن وحدیث سے اس کا جواز ثابت، اُس کو ممنوع کہنا تو درکنار، اُس پر شرک وبدعت کا حکم لگا دیتے ہیں، مثلاً مجلسِ میلاد شریف اور قیام وایصالِ ثواب وزیارتِ قبور وحاضریٔ بارگاہِ بیکس پناہ سرکارِ مدینہ طیبہ، وعُرسِ بزرگانِ دین وفاتحۂ سوم وچہلم، واستمداد بأرواحِ انبیا واولیا اور مصیبت کے وقت انبیا واولیا کو پکارنا وغیرہا، بلکہ میلاد شریف کی نسبت تو ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ ۱۴۸ میں یہ ناپاک لفظ لکھے:

''پس یہ ہر روز اِعادہ ولادت کا تو مثلِ ہنود کے، کہ سانگ کنہیا[2] کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں، یا مثلِ

---

[1]...... "حفظ الإيمان''، جواب سؤال سوم، ص ۱۳:

مٹا دیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل)، بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے

[2]......کنہیا ہندوؤں کے ایک اوتار سری کرشن کا لقب ہے، یہ لوگ ہر سال وقتِ معیّن پر اُس کی پیدائش کا ڈرامہ کرتے ہیں۔

روافض کے، کہ نقلِ شہادتِ اہلبیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ[1] آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکتِ قبیحہ، قابلِ لَوم[2] وحرام وفسق ہے، بلکہ یہ لوگ اُس قوم سے بڑھ کر ہوئے، وہ تو تاریخِ معیّن پر کرتے ہیں، اِن کے یہاں کوئی قید ہی نہیں، جب چاہیں یہ خرافاتِ فرضی بناتے ہیں۔‘‘[3]

---

1 ...... یعنی تماشا۔

2 ...... بُری حرکت، ملامت کے لائق۔

3 ...... ”براهين قاطعه“، نقل فتوی رشید احمد گنگوہی... إلخ، ص ۱۵۲.

ہونا چاہیئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں
یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھیرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام
وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہے یہ خرافات فرضی بناتے
ہیں اور اس امر کی شرع میں کہیں نظیر ہی نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھیرا کر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جاوے بلکہ یہ شرع میں حرام ہے لہٰذا

(۴) غیر مقلدین: یہ بھی وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے، وہ چند باتیں جو حال میں وہابیہ نے اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بکی ہیں، غیر مقلدین سے ثابت نہیں، باقی تمام عقائد میں دونوں شریک ہیں اور اِن حال کے اشد دیوبندی کفروں میں بھی وہ یوں شریک ہیں کہ ان پر اُن قائلوں کو کافر نہیں جانتے اور اُن کی نسبت حکم ہے کہ جو اُن کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ ایک نمبر اِن کا زائد یہ ہے کہ چاروں مذہبوں سے جدا، تمام مسلمانوں سے الگ انھوں نے ایک راہ نکالی، کہ تقلید کو حرام و بدعت کہتے اور ائمۂ دین کو سبّ وشتم سے یاد کرتے ہیں۔ مگر حقیقۃً تقلید سے خالی نہیں، ائمۂ دین کی تقلید تو نہیں کرتے، مگر شیطانِ لعین کے ضرور مقلّد ہیں۔ یہ لوگ قیاس کے منکِر ہیں اور قیاس کا مطلقاً انکار کفر[1] تقلید کے منکر ہیں اور تقلید کا مطلقاً انکار کفر۔[2]

مسئلہ: مطلق تقلید فرض ہے[3] اور تقلیدِ شخصی واجب۔[4]

ضروری تنبیہ: وہابیوں کے یہاں بدعت کا بہت خرچ ہے، جس چیز کو دیکھیے بدعت ہے، لہٰذا بدعت کسے کہتے ہیں اِسے بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بدعتِ مذمومہ وقبیحہ وہ ہے، جو کسی سنّت کے مخالف ومزاحم ہو[5] اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔ اور مطلق بدعت تو مستحب، بلکہ سنّت، بلکہ واجب تک ہوتی ہے۔[6] ....

1...... في "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع، أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٧١: (رجل قال: قياس أبي حنيفة رحمه الله تعالى حق نيست يكفر كذا في "التتارخانية"). "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٩٢.

2...... "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٩٠.

3...... "الفتاوى الرضوية"، ج١١، ص٤٠٤، ج٢٩، ص٣٩٢.

4...... "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٧٠٣ ـ ٧٠٤.

5...... في "المرقاة"، كتاب الإيمان، ص٣٦٨: (قال الشافعي رحمه الله: (ما أحدث مما يخالف الكتاب أو السنة أو الأثر أو الإجماع فهو ضلالة، وما أحدث من الخير مما لا يخالف شيئاً من ذلك فليس بمذموم).

6...... في "المرقاة"، كتاب الإيمان، ص٣٦٨: (قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام في آخر كتاب القواعد: البدعة إمّا واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله ورسوله، وكتدوين أصول الفقه والكلام في الجرح والتعديل، وإمّا محرمة كمذهب الجبرية والقدرية والمرجئة والمجسمة، والرد على هؤلاء من البدع الواجبة؛ لأنّ حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية، وإمّا مندوبة كإحداث الربط والمدارس، وكل إحسان لم يعهد في الصدر الأول وكالتراويح أي: بالجماعة العامة والكلام في دقائق

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں:

((نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ.))[1]

''یہ اچھی بدعت ہے۔''

حالانکہ تراویح سنّتِ مؤکدہ ہے[2]، جس امر کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو وہ ہرگز بدعتِ قبیحہ نہیں ہوسکتا، ورنہ خود وہابیہ کے مدارس اور اُن کے وعظ کے جلسے، اس ہیأتِ خاصہ کے ساتھ ضرور بدعت ہوں گے۔ پھر انھیں کیوں نہیں موقوف کرتے...؟ مگر ان کے یہاں تو یہ ٹھہری ہے کہ محبوبانِ خدا کی عظمت کے جتنے اُمور ہیں، سب بدعت اور جس میں اِن کا مطلب ہو، وہ حلال وسنت۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

الصوفية، وإمّا مكروهة كزخرفة المساجد وتزويق المصاحف يعني عند الشافعية، وأمّا عند الحنفية فمباح، والتوسع في لذائذ المآكل والمشارب والمساكن وتوسيع الأكمام، وقد اختلف في كراهة بعض ذلك أي: كما قدمنا،...... وقال عمر رضي الله عنه في قيام رمضان: نعمت البدعة ـ وروي عن ابن مسعود: ((ما رآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن))، وفي حديث مرفوع: ((لا يجتمع أمتي على الضلالة)) رواه مسلم)، ملخصاً.

1...... عن عبد الرحمن بن عبد القاري أنّه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب في رمضان إلى المسجد، فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: (والله إني لأراني لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان أمثل، فجمعهم على أبي بن كعب، قال ثم خرجت معه ليلة أخرى والناس يصلون بصلاة قارئهم فقال عمر: نعمت البدعة هذه، والتي تنامون عنها أفضل من التي تقومون يعني آخر الليل وكان الناس يقومون أوله).

"الموطأ" للإمام مالك، كتاب الصلاة في رمضان، باب ما جاء في قيام رمضان، الحديث: ٢٥٥، ج١، ص١٢٠.

و"صحيح البخاري"، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ٢٠١٠، ج٢، ص١٥٧.

2...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، مبحث صلاة التراويح، (التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً). ج٢، ص٥٩٦ـ٥٩٧.